www.KitaboSunnat.com

اصحاب ثلاثہ کے مقام

پر

شیعہ سُنّی اِتحّاد

عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی

ناشر اِدارہ امر بالمعروف
حسین خانوالہ نمبر ۸، پتوکی ضلع قصور

۲
۱_

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اصحاب ثلاثہ کے مقام پر

شیعہ سُنّی اتحاد

[illegible]
20/9/99

عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی

www.KitaboSunnat.com

ناشر

ادارہ امر بالمعروف، حسین خانوالہ

پتوکی، ضلع قصور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب : اصحاب ثلاثہ کے مقام پر شیعہ سنی اتحاد

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت :

ناشر : عبدالرحمن عزیز الہ آبادی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ہر حق پسند کی خدمت میں

جو

www.KitaboSunnat.com

ضد اور تعصّب سے بالاتر

ہو کر صرف

حق کا متلاشی ہے۔

عبدالرحمٰن عزیز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اغراض ومقاصد

ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ چک نمبر 8 براستہ پتوکی ضلع قصور۔

1- لسانی' علاقائی اور مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر اسلام کی خدمت کرنا۔

2- فرقہ بندی کو ختم کرنے کے لئے تمام اہل سنت کو قرآن وسنت پر جمع کرنا۔

3- نئی نسل کو سیرت صحابہؓ سے روشناس کرانا تاکہ یہ اپنی زندگیوں کو ان کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

4- آئمہ دین' اولیاء کرام اور محدثین عظام کی تعلیمات کو منصۂ شہود پر لانا۔

5- اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنانا اور کلمہ حق کو شعار بنانا۔

6- معاشرے کی اصلاح کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا۔

خادم

ناچیز عبدالرحمٰن عزیزالہ آبادی رئیس ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ نمبر 8

براستہ پتوکی ضلع قصور۔ پوسٹ کوڈ نمبر 55301

فون نمبر 420797 (04942) رمضان المبارک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین۔

مقام صدیق بر شیعہ سنی اتحاد

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
-1	نام ونسب اور منصب	۱۷
-2	ایمان صدیق رضی اللہ عنہ	۱۸
-3	خدمات صدیق رضی اللہ عنہ	۲۰
-4	ہجرت صدیق رضی اللہ عنہ	۲۷
-5	جہاد۔۔۔۔۔جنگ بدر	۲۸
-6	جنگ احد	۲۹
-7	صلح حدیبیہ	۲۹
-8	جنگ حنین	
-9	جنگ تبوک	
-10	امامت صدیق رضی اللہ عنہ	۳۱
-11	وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲
-12	خلافت صدیق رضی اللہ عنہ	۳۴
-13	سوال دربارہ فدک اور اس کا جواب	۴۱
-14	وفات صدیق رضی اللہ عنہ	
-15	وفات صدیق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر	۴۳
-16	خلاصہ	۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۶

17- نام ونسب اور منصب ۴۵

18- ایمان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۴۶

19- مقبول احمد شیعہ ۴۹

20- غزوات حیدری ۵۰

21- ایمان عمرؓ عقل کی کسوٹی پر ۵۱

22- ہجرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۵۲

23- حضرت علی کا فرمان ۵۳، ۵۴

24- جہاد عمر رضی اللہ عنہ ۵۴

25- جنگ بدر ۵۵

26- اسیران بدر کے متعلق حضورؐ کا مشورہ طلب کرنا ۵۵

27- شیعہ کتب میں حضرت عمرؓ کا مشورہ ۵۶

28- فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۵۷

29- غیرت دین کا ایک واقعہ ۵۷

30- جنگ احد ۵۸

31- جنگ خندق ۶۱

32- صلح حدیبیہ ۶۲

33- جنگ خیبر ۶۳

34- فتح مکہ اور حنین ۶۳

35- قیصر روم ۶۴

36- وفات پیغمبر علیہ السلام ۶۴

37- تنازعہ خلافت ۶۴

38- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر اجتماع ۶۵

39- خلافت صدیق رضی اللہ عنہ ۶۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

40-	استخلاف عمر اور وفات صدیق رضی اللہ عنہما	۶۶
41-	شیعہ کتب	۶۷
42-	خلافت عمر رضی اللہ عنہ	۶۸
43-	جنگ روم	۶۹
44-	حضرت علی کا خط	۷۲
45-	حضرت علی کا خط	//
46-	امام جعفر صادق کا وتان	۷۳
47-	تزویج ام کلثوم	
48-	حضرت ام کلثوم اور حضرت زید کی وفات	۷۶
49-	وفات عمر رضی اللہ عنہ	۷۸
50-	حضرت علی کا فرمان	۷۹
51-	نظام حکومت خلافت فاروقی میں	۸۲

مقام عثمان پر شیعہ سنی اتحاد

52-	نام ونسب اور منصب	۸۳
53-	ولادت	۸۳
54-	اسلام	۸۴
55-	ایمان عثمان عقل کی کسوٹی پر	۸۶
56-	ہجرت عثمان رضی اللہ عنہ	۸۷
57-	جہاد عثمان رضی اللہ عنہ	۸۸
58-	جہاد بالنفس جنگ بدر	۸۹
59-	جنگ احد	۹۱
60-	جملہ معترضہ	۹۲
61-	صلح حدیبیہ	۹۴
62-	اعلی خصوصیت	۹۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

-63	بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد	۹۸
-64	ایک سوال	۱۰۱
-65	حضرت علی کا فرمان	۱۰۲
-66	استخلاف عثمان پر رضی اللہ عنہ	۱۰۴
-67	بحری حملہ	۱۰۷
-68	ایک فتنہ پرواز آدمی	۱۰۹
-69	محاصرہ	۱۱۲
-70	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر	۱۱۳
-71	حضرت عبداللہ بن اسلام کی تقریر	۱۱۶
-72	شہادت عثمان رضی اللہ عنہ	۱۱۷
-73	شہادت عثمان پر حضرت علی کا بیان	۱۱۸
-74	اشعار	

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وذریتہ واہل بیتہ اجمعین امابعد۔ قوم وملت پستی اور ذلت کا سبب مذہب سے بے اعتنائی، بانی مذہب کے اقوال وافعال سے لاپرواہی اور صناوید وکبار اسلام کی تاریخ وسیر سے ناآشنائی ہے اور جو قوم تاریخ اور تاریخ ساز مایہ ناز ہستیوں کے لیل ونصار کو فرموش کر دیتی ہے ان کے جذبات امنگیں، حوصے اور ولولے سرد پڑ جاتے ہیں جو اقوام وملل کی زندگی کے تحرکات، اس کے اقبال وعروج اور نشوونما کا سبب ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کا نام بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن تا بماند نام نیکت بر قرار

اسی جذبہ کے تحت راقم السطور نے اجمالاً چند سطور اخوان ملت کے سامنے سلف صالحین کے اخلاق پسندیدہ، زعمائے امت کے اوصاف حمیدہ، اور قدمائے دین کے کارہائے مرضیہ، افراد امت کو بیدار کرنے کی غرض سے سپرد قلم کئے ہیں اگرچہ قبل ازیں اس عنوان پر متعدد کتب منصۂ شہود پر آئیں جنھوں نے شائقین اور تاریخی ذوق رکھنے والوں کے قلوب واذہان کو لطف اندوز کیا مگر ؎ ہر گلے را رنگ وبو دیگر است،

یہ حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام کے اتھاہ سمندر میں غوطہ زنی ایک بے باکانہ جرأت اور علمی جسارت ہے مگر یہ بھی احسان فراموشی ہے کہ ان سر فروشان اسلام کا تذکرہ نہ کیا جائے جنھوں نے اپنے خون سے شجرۂ سلام کی آبیاری کی جو اشاعت دین کے داعی اور مبلغ، قرآن کے اولین مخاطب، تنزیل ملائکہ نصرت الٰہی کے سزاوار، جن کو عرش والے نے اپنی رضامندی کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ جن کو کرہ ارضی کی سلطنت عطا کرنے کا وعدہ احکم الحاکمین نے دیا جن کو خلد بریں کی بشارت عظمٰی سے سرفراز فرمایا، اور جن کو کلاً وعد اللہ الحسنٰی کی ڈگری عطا فرمائی اگر اس ناچیز کو ان بزرگوں کی آخری صف میں کہیں جگہ مل جائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے ملت اسلامیہ کے قوام، تاریخ اسلام کی خشت اول رکھنے والوں کے فضائل ومناقب میں نوک قلم کو صفحۂ قرطاس پر جنبش دی تو زہے قسمت۔

اور شاید بفرمان نبوی ﷺ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے پیش نظر امید وبیم کے دن اس سر تاپا گنہگار کو ان کی معیت حاصل جائے اور ممکن ہے کہ اصحاب رسول ﷺ، رضی اللہ عنھم کے باب میں افراط وتفریط کے راستوں پر بھٹکنے والے راہ اعتدال پر آجائیں اور ان کے قلوب واذہان میں اصحاب رسول کا وہ مقام جاگزیں ہو جائے جس کو خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

قارئین کرام نے اگر ناچیز کی اس حقیر کاوش کو قابل قبول سمجھا اور اپنے قیمتی مشوروں اور بیش بہا آراء بلکہ مسامحات سے آگاہ کیا تو انشاء اللہ العزیز اس اجمال کو تفصیلا شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

آخر میں بندہ ناچیز ان دوستوں کا نہایت ہی مشکور ہے جنھوں نے اس کی طباعت میں دامے' درمے' سخنے' تعاون فرمایا بالخصوص فضیلۃ الشیخ الحاج محمد الیاس دوائی والے کراچی جنھوں نے اس کی طباعت میں بڑی فیاضی سے کام لیا۔

اور فضیلۃ الشیخ محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ ناظم اعلی جماعت اہلحدیث پاکستان کا بھی ناچیز انتہائی شکر گزار ہے کہ جنھوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود جاندار اور فکر انگیز مقدمہ تحریر فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بصمیم قلب دعا ہے کہ اللہ کریم حق سمجھنے' حق پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور حشر زمرہ صالحین میں کرے آمین یارب اللعالمین۔

بندہ ناچیز عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی غفر لہ الھادی
خادم ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ نمبر 8
پتوکی ضلع قصور 55300 شوال 1419ھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از فضیلۃ الشیخ محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ القوی'

مدیر اعلیٰ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور' ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان۔

خاتم النبین رحمتہ اللعالمین کی بعثت سے پہلے دنیا میں شرک والحاد اور باہمی انتشار و فساد کا دور دورہ تھا رحمت حق جوش میں آتی اور آفتاب رسالت کے ذریعے انوار توحید و سنت سے عالم انسانی کو منور کیا۔ تعلیم نبوت سے' شریعت کے اسباق سے قلوب انسانی سے زنگ اتارا اور نفوس انسانی کا تزکیہ کیا' ڈیڑھ لاکھ کے قریب قلوب نور ایمان سے مزین ہوئے۔ ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان (الحجرات)

اور لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا اور ایمان سے تمہارے دلوں کو مزین کر دیا اور کفر' حدود الٰہی سے تجاوز اور نافرمانی کو تمہارے لئے کراہت کا سبب بنادیا۔

آفتاب نبوت کے بعد خداوند عالم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نجوم ہدایت ٹھہرایا'

فاوحی الی یا محمد انا صحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء (رزین بحوالہ مشکوٰۃ ص 554)

میری طرف میرے اللہ نے وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے اصحاب میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں جو آسمان میں ہیں اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ ص 554)

میرے صحابہؓ رضوان اللہ علیھم اجمعین ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جن کی پیروی کروے ہدایت پاؤ گے۔ حقیقت یہ ہے کہ

صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگیاں رسول اکرم' ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبلغانہ' مشفقانہ' اور مربیانہ کمالات کا ناقابل انکار پرتو ہیں اگر مفہوم قرآنی کی تفہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرہون منت ہے۔ تو سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، تعامل صحابہ رضی اللہ عنھم کی تعبیر سے بقاو حفاظت سے مستحکم، خلفاء راشدین کی سیرت، اہل علم و صلاح کے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے اور ارباب جاہ و حکومت کیلئے عدل و انصاف کا مکمل نمونہ بھی۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال من کان مستنا فلیستن عمن قدمات فان الحی لا تومن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ھذا الامۃ ابرھا قلوبا، واعمقھا علما، واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولا قامتہ دینہ فاعرفوالھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جو شخص پیروی کرنا چاہے اسے ان لوگوں کی پیروی کرنا چاہئے جو وفات پا چکے ہیں کیونکہ زندہ انسان فتنوں سے محفوظ و مامون نہیں اور وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں جو اس امت کے افضل لوگ جن کے دل پاکیزہ، جن کا علم ٹھوس، جن میں تکلیف بہت کم تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور دین کو قائم کرنے کے لئے چن لیا پس تم ان کی فضیلت پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور حتی الامکان ان کے اخلاق اور سیرت کو اپناؤ کیونکہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔ (باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مشکوٰۃ ص 32)

اسی طرح میدان بدر کے شرکاء صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے

من افضل المسلمین (بخاری کتاب المغازی) وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں۔

بیعت رضوان کے شرکاء کے متعلق بھی ارشاد فرمایا انتم خیر اھل الارض، تم اہل زمین میں سب سے بہتر ہو۔ (ایضاً)

مجمع البیان میں بھی ہے، الیشان بہترین مرد ماں ہستند کہ وہ نہایت ہی بہترین ہستیاں ہیں۔

لیکن بد قسمتی سے مسلمان امت میں بغض و عناد اور باہمی منافرت نے جنم لیا اور شیعہ و سنی تنازعہ کھڑا کروا دیا پھر شیعہ سنی چپقلش نے ہزاروں کتابوں کو جنم دیا، فریقین نے ایک دوسرے پر جی بھر کر غبار نکالا اور اپنے اپنے حواریوں کو تنور شکم کو تپانے کے لئے ایندھن فراہم کیا۔ تخریبی عناصر نے اسلام کو نشانہ ثانیہ کے وقت سے ہی خونخوار پنجے گاڑنے شروع کئے، حتی کہ کچھ عناصر نے مدینہ منورہ میں گھس کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قصر امارت کو دھڑام سے گرانا چاہا اور خلیفہ ثالث کی شہادت کا باعث بھی بنے لیکن ہنوز انتقام کی آگ سرد نہ ہوئی تو جنگ جمل و صفین کے معرکوں میں ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا' جس کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا یوں عالم اسلام خاک و خون میں تڑپتا رہا۔

مصلحین امت اور بہی خواہان ملت نے بارہا کوششیں کیں کہ بگڑے ہوتے متعصبین اور خم ٹھونک کر آستینیں چڑھانے والے افراد کو راہ راست پر لایا جائے لیکن ابھی تک کوئی کاوش و محنت کارگر ثابت نہیں ہوتی بلکہ ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور اب فریقین باقاعدہ منظم سپاہ کے روپ میں ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑے ہیں سال ہی میں سینکڑوں قیمتی جانیں تلف ہو چکی ہیں نہ قانون کا تازیانہ کام دے رہا ہے نہ حقوق انسانی کا پروانہ موثر ہو رہا ہے اور نہ ہی اصول دین اور اسلامی فریضہ مانع ثابت ہو رہا ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں بھی فاضل دوست مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی نے نہایت عرق ریزی سے ہر دو فریقین کی کتب سے معرکتہ الاراء اختلافی مسائل پر شیعہ سنی موفقات پر اتحاد ثابت کیا ہے کتابچہ کیا ہے ؟ موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں دلائل کا انبار لگا رکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھی ہیں وہ کفار کے لئے تو انتہائی سخت واقع ہوئے ہیں لیکن آپس میں نہایت رحم دل۔

گویا کہ اہل اسلام کی یہی صفات ہیں اور یہی دین الٰہی کا اصول نامہ۔

لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا (بخاری)

نہ تو آپس میں قطع تعلقی کرو' نہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو' نہ دل میں بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو' اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

یہی اصول ہر دو فریقین کا مسلمہ اصول ہے۔

حضرت عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا

ای الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ' (رواہ احمد بحوالہ مشکوۃ ص 16 کتاب الایمان)

کون سا اسلام افضل ہے ارشاد فرمایا کہ ایسے مسلمان کا اسلام افضل ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رہیں۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرمایا کہ مسلمان تو صرف وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ (ترمذی نسائی مشکوٰۃ کتاب الایمان عن ابی ہریرہ ص 15)

اور بالکل ایسی ہی روایت کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔

عن ابی جعفر قال علیہ السلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بالمسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (**کلینی فی اصولہ ص 491**) امام جعفر صادق سلام ہو ان پر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہ خبر دوں میں تم کو کہ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

بایں جہت مصنف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ہر مسئلہ پر پر حاصل بحث ہو جائے اس ضمن میں خلافت وامامت کے معرکتہ الاراء مسئلہ کو متفق علیہ ثابت کیا ہے۔ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بیعت علی رضی اللہ عنہ' خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بیعت علی رضی اللہ عنہ' خلافت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور بیعت علی رضی اللہ عنہ ایسے انداز میں ثابت کیا اور اس مسئلہ میں اختلاف کرنے والے کے لئے مسکت جواب موجود ہے' اگر تعصب کی عینک اتار دیجائے' منافرت کا بت پاش پاش کر دیا جائے اور اتحاد امت کے جذبہ کو فروغ دیا جائے تو پھر کہا جاسکتا ہے کہ ۔

نصیب ہو جو ہدایت تو کچھ بعید نہیں   کھلے جو راہ سعادت تو کچھ بعید نہیں

حقیقت یہی ہے کہ خلفاء راشدین کی خلافت و امامت مشیت الٰہی کے مطابق اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بشارت سے عین عبارت ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من خوفھم امنا (النور 55)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں اس طرح حکمران بنائے گا جس طرح ان لوگوں کو حکمران بنایا جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو خدا نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اس دین کو ان کے لئے مستحکم کر دے گا اور اس وقت دشمنوں کا جو خوف ان کو لاحق۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے اس خوف کو مبدل بہ امن کر دے گا۔ (کشف الرحمن مطبوعہ دہلی ص 570 جلد دوم)

تفسیر کبیر میں ہے کہ والعبارۃ بان الخلافۃ فی ابی بکر ولبثھا عمر'

حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا سے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک بشارت سناتا ہوں کہ میری خلافت پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمہارے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہو لسم لحفصۃ ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک فقالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر (تفسیر صافی' تفسیر قمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیشک میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرا باپ عمر فاروقؓ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے ارشاد فرمایا کہ یہ خبر مجھے اللہ تعالیٰ علیم خبیر نے دی ہے۔ تو اب ان دلائل سے خلافت بلا فصل کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

اسی طرح فاضل مصنف نے بنات رسول مقبول کا مسئلہ اور ایت تطہیر اور واقعہ مباہلہ کے تمام اشکال کا ایسے انداز میں رد کیا ہے کہ بس یہی کہہ دینا حق ہے کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اسی طرح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکاح اور باغ فدک کے مسئلہ پر ہر دو فریقین کی کتب سے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

اب ہم آخر پر پھر اتحاد امت کے اصول کی نشاندہی کرتے ہیں جو نہ صرف مسلمہ امر ہے بلکہ ہر دو فریقین کے لئے قابل قبول بھی ہے۔ حضرت علیؓ' امام زین العابدینؒ' امام جعفر صادقؒ اور امام باقرؒ اپنی تحریر و تقریر سے بصدق دل تسلیم واقبال کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ علیھما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ'

کہ وہ دونوں عادل' منصف امام تھے حق پر جمے رہے حق پر ہی فوت ہوئے اور حق پر قیامت کے روز اٹھیں گے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

اب علم کے بعد نادان بننا' عقل و فہم رکھتے ہوئے جاہل و بیوقوف ٹھہرنا' دلائل و براہین کے ہوتے ہوتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کذب بیانی اور غلط پروپیگنڈا کرنا اور حق کو باطل پر قربان کرنے سے بڑھ کر اور کون سا ظلم ہو گا۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا والذین یؤذون المومنین والمؤمنات بغیر ماکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۔ (الاحزاب ایت نمبر 57-58)

بے شک جو لوگ خدا کو اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور خدا نے ان کے لئے ذلیل اور رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو یقیناً وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ (کشف الرحمن ص 679)

اس سے بھی بڑھ کر تنبیہ جامع الاخبار کے صفحات پر درج ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے گالی دی اس کو قتل کر دو اور جس شخص نے میرے کسی صحابی کو گالی دی اس کو کوڑے لگاؤ۔

دل کو پہنچائے ایذا وہ اہل دل نہیں، ظلم کا باعث جو ہو وہ درد آشنا کیونکر ہو اہم یقین رکھتے ہیں کہ من گھڑت باتوں اور یاوہ گوئی سے بے خبر اور لاعلم عوام کو گمراہ کرنے کی بجائے اسلامی فرقوں کے درمیان گروہی اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ مسلمانوں کی قوت و شوکت اور احترام انسانیت اسی سے عبارت ہے اور عظیم تر اصلاح کے طریقوں کی طرف دعوت دینا ہر مسلمان کا عین فرض ہے۔

ایں دعا از من و از جہاں آمین باد

احقر العباد بندہ رحمان راجی غفران

محمد رمضان سلفی

20 شوال 1419ھ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقام صدیق رضی اللہ عنہ پر شیعہ سنی اتحاد

نام ونسب ومنصب:

بقول امام النسب حضرت زبیر بن بکار قبل از اسلام آپؓ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اور قبولِ اسلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا نام عبداللہ رکھا۔ کنیت ابوبکر تھی، اور جب آیت "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ" نازل ہوئی تو آپؓ کا لقب صدیق مشہور ہوا۔ (مجمع البیان طبرسی ص۴۹۸ ج۴)

والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمٰی اور کنیت ام الخیر تھی۔ سلمٰی ابوقحافہ کے چچا صخر بن عامر کی صاحبزادی تھی۔

آپؓ قریش کے ممتاز قبیلہ تیم سے تعلق رکھتے تھے اور قریشِ مکہ کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں خون بہا اور تاوان کا فیصلہ آپؓ کے سپرد تھا۔ مال و دولت کے لحاظ سے بڑے متمول اور صاحب اثر تھے۔ حد درجہ مہمان نواز، بُردبار، حلیم الطبع اور حق پسند تھے۔ (تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

www.KitaboSunnat.com

لہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے،
"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ سَمّٰی اَبَا بَکْرٍ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِدِّیْقًا وَسَبَبُ تَسْمِیَتِہٖ اَنَّہٗ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایمانِ صدیقؓ:

ایمانِ صدیقؓ کے متعلق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَى الْاِسْلَامِ اِلَّا كَانَتْ عِنْدَهٗ كَبْوَة وَنَظَرٌ وَتَرَدُّدٌ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ مَا عَتَمَ عَنْهُ حِيْنَ ذَكَرْتُهٗ اَيْ اَنَّهٗ بَادَرَ بِهٖ"

کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماسوا میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی، اس نے تردد اور پس و پیش کیا مگر حضرت صدیقِ اکبرؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ دعوت کو سنتے ہی قبول کر لیا۔"

(الیضاً ص ۲۶۲، عنوان النجابہ ص ۱۴)

چنانچہ مشہور روایات کے مطابق سب سے اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا (الاستیعاب لابن عبدالبر، ذکر صدیقؓ۔ رحمۃ للعالمین منصور پوری ص ۱۹۰/۲)۔ مگر شیعہ روایت کے مطابق:

"اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيْجَةَ اَبُوْبَكْرٍ"

(مجمع البیان ص ۶۵/۳)

"حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا۔"

بَادَرَ اِلَى تَصْدِيْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَازَمَ الصِّدْقَ" (عنوان النجابہ ص ۱۳)

کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر صدیق رکھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپؓ نے بلا تامل نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنے میں سبقت فرمائی۔ اور تا دمِ آخر صدق پر قائم رہے۔"

نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایک دن احد پہاڑ پر چڑھتے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ پہاڑ نے کچھ حرکت کی تو آپؐ نے فرمایا، "اُحد تھم جا، تجھ پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جناب محسن الملک نواب سید مہدی خاں صاحب نے "آیاتِ بیّنات" ص ۱۱۴ پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ ایمانِ صدیقؓ کو کتبِ شیعہ سے ثابت کیا ہے:

"علامہ حلی نے شرح تجرید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

ایک نبیؐ، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" (بخاری شریف)

نیز بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری (شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر) علی بن ابراہیم قمی زیرِ آیت "إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ" لکھتے ہیں:

کہ غار کے اندر نبی علیہ السلام نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو بمعہ رفقاء، کشتیوں میں سوار بجانب حبشہ جاتے ہوئے دیکھ لیا اور انصارِ مدینہ کو ان کے گھروں میں دیکھ لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے بھی نظارہ دیکھنے کی تمنا کی۔ نبی کریم علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں پر پھیر دیا۔ فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ مناظر دیکھنے لگے۔ فرمایا، "اے اللہ کے رسولؐ، میں نے ان کو دیکھ لیا ہے۔" تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، "تم فی الواقع صدیق ہو!" ——— عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سَفِينَةِ جَعْفَرٍ فِي أَصْحَابِهِ تَقُومُ فِي الْبَحْرِ وَ أَنْظُرُ إِلَى الْأَنْصَارِ مُخْبِتِينَ فِي أَفْنِيَتِهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ تَرَاهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ أَرِنِيهِمْ فَمَسَحَ عَلَى عَيْنَيْهِ فَرَآهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الصِّدِّيقُ"

(تفسیر علی بن ابراھیم قمی شیعہ۔ زیر آیت "إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ" پ ۱۰ سورۂ توبہ)

کشف الغمہ میں ہے:

"عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدِ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ قَدْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لایا ہوں"

حملہ حیدری مطبع سلطانی ص ۱۴ پر مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی ایک کاہن نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی تھی۔ وہ اس کاہن کی خبر پر ایمان لا چکے تھے۔ اسی طرح قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں لکھا ہے،

"ابوبکر ببرکت خواب کہ او دیدہ بود مسلمان شد"

کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک خواب دیکھنے کے سبب مسلمان ہوئے تھے۔"

خدماتِ صدیق رضی اللہ عنہ

بقول ابنِ اسحاق، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لاتے ہی تبلیغِ دین میں مصروف ہو گئے اور ان کی تبلیغ سے حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، اور حضرت سعد بن ابی وقاص، رضی اللہ عنہم اجمعین ایمان لائے۔ (رحمۃ للعالمین طبع دوم ص ۳۳/۱)

حضرت بلال حبشی، حضرت نہدیہ، بنتِ نہدیہ، ام عبیس رضی اللہ عنہم نے جب اسلام قبول کیا اور قریشیوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو خرید کر فی سبیل اللہ آزاد کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

حَلّٰی اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَیْفَہٗ، قُلْتُ فَتَقُوْلُ اَلصِّدِّیْقُ فَوَثَبَ وَثْبَۃً وَّاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَقَالَ نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَہٗ اَلصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ۔"

عروہ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن جعفر بن علی علیہ السلام سے زیورِ تلوار کے متعلق سوال کیا تو حضرت امام صاحب نے فرمایا "کوئی حرج نہیں، کیونکہ حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفسیر مجمع البیان صہ۵۰۱ زیر آیت "وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى" مرقوم ہے کہ،

"عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ إِنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ لِأَنَّهُ اشْتَرَى مَمَالِيكَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا مِثْلَ بِلَالٍ وَعَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ وَغَيْرِهِمَا وَأَعْتَقَهُمْ"!

کعبۃ اللہ میں ایک دن نبی علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر سے آپؐ کی گردن کو بھینچنا شروع کیا، اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف لے آئے۔ آپؓ نے دھکا دے کر فرمایا:

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ۔

"کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنے رب سے روشن دلائل بھی لے کر آیا ہے؟"

اس پر چند شریر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ٹوٹ پڑے، بہت زدوکوب کیا اور آپؓ کے بالوں کو بھی نوچا۔ (سیرۃ ابن ہشام، رحمۃ للعالمینؐ)

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہوا، آپؐ کو ان دونوں سچے اور غمخوار و وفاداروں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی سال ماہِ شوال سنہ ۱۰ نبوت میں

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا۔" عروہ کہتے ہیں کہ "میں نے امام صاحب سے عرض کی کہ آپ بھی اس کو صدیق کہتے ہیں؟" امام صاحب بہت زیادہ گھبرائے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر فرمایا:

"ہاں الصدیق، ہاں الصدیق، ہاں الصدیق، پس جو شخص صدیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔" (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص۲۲۰ مطبوعہ طہران)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح (صغر سنی میں ہی) نبی علیہ السلام سے کر دیا۔

ہجرتِ صدیقؓ:

بالاتفاق فریقین (شیعہ وسنی) ۱۳ سنہ نبوت میں، اہل مدینہ کی عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد قریش کے مظالم نے مسلمانوں کے لیے مکہ معظمہ کی رہائش تنگ کر دی۔ بعض مسلمان تو بحکم و اجازتِ نبویؐ ہجرت کر کے حبشہ جا چکے تھے اور باقی ماندہ لوگوں کو نبی علیہ السلام نے عام اجازت دے دی تھی کہ جانی اور ایمانی دولت بچانے کے لیے مدینہ منورہ چلے جائیں۔ مسلمانوں سے جس طرح بھی بن پڑا، مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ لیکن خود محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم حکم خداوندی کے منتظر تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی بحکمِ خداوندی نبی علیہ السلام نے روک[1] لیا تھا۔ چنانچہ ۲۷ صفر ۱۳ سنہ نبوت، شب پنج شنبہ کو نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور ساتھ لے کر تاریکی شب میں مکہ سے جنوب کی سمت چار میل کے فاصلہ پر کوہِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔

---

[1] امام حسن عسکری کی تفسیر کے مطابق، خداوندِ قدوس نے سفرِ ہجرت کی مشکلات اور صعوبتوں کے لیے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بھیجا کہ اس سفر کی خدمات کے لیے لائق ترین شخص حضرت ابوبکر صدیق ہیں، ان کو اپنے ساتھ لے جائیے:

• وَاٰمُرُكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهٗ اٰنَسَكَ وَ سَاعَدَكَ۔ الخ!

(تفسیر امام حسن عسکری ۲۱۳)

علامہ باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ:

"ترا امر کردہ است کہ ابوبکر را ہمراہ خود بری" (حیات القلوب ص ۳۱۰/۲)

"اللہ کریم نے تجھے حکم بھیجا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے جائیے"۔

اسی طرح ایک فیصلہ کن بات "مجالس المؤمنین" ص ۲۰۳ پر بھی مذکور ہے:

"وبہمہ حال رفتن محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بردن ابوبکرؓ، بے فرمان خدا نبود"۔

یعنی "نبی علیہ السلام کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت میں اپنے ساتھ لے جانا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راستہ سنگلاخ اور دشوار گزار تھا۔ رسولِ خدا نے اپنے نعلینِ مقدس اپنے پائے مبارک سے نکال لیے اور پا برہنہ راہی سفر ہوئے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو کندھوں پر بٹھایا۔ جب تھوڑی دُور چلے تو صبح کے آثار نمودار ہوئے اور ان دونوں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اس غار میں پناہ لی۔ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اندر رکھا، اس میں سوراخ دیکھ کر اپنی قبا پھاڑ پھاڑ کر ان کو بند کرنا شروع کیا۔ جب ایک سوراخ رہ گیا، جس کے لیے چادر کا کوئی ٹکڑا نہ تھا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا پاؤں اس سوراخ پر رکھا اور نبی علیہ السلام کو اندر تشریف لانے کے لیے عرض کی۔ چنانچہ آپؐ اندر تشریف لے گئے۔ (ملخص از غزواتِ حیدری ص ۶۵)

رؤسائے قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ بچ نکلنے کا بہت دکھ ہوا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گرفتاری پر سَو سَو اُونٹ

فرمانِ خداوندی کے بغیر نہ تھا"

حملہ حیدری میں ہجرت کا بیان اس طرح مرقوم ہے سے

چنیں گفت راوی کہ سالارِ دین | چو سالم بحفظِ جہان آفرین!
زِ نزدیک آں قوم بر مکر رفت | بسوئے سرائے ابوبکرؓ رفت
پئے ہجرت آں استادہ بود | کہ سابق رسولش خبر دادہ بود!
نبیؐ بر درِ خانہ اش چو رسید | بگوشش ندائے سفر در کشید
چوں بوبکرؓ زاں حال آگاہ شد | زِ خانہ بصد دل رفت و ہمراہ شد
چو رفتند چندیں بداماں دشت | قدم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکرؓ آنکہ بدوشش گرفت | ولے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید | کہ بارِ نبوت تواند کشید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے انعام کا اعلان کیا۔ اور خود بھی سراغ رسانوں کو ہمراہ لے کر تلاش میں نکلے۔ جب غارِ ثور تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحالتِ اضطراب نبی علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر وہ اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہمیں ضرور دیکھ لیں گے۔ اس پر آپ صلعم نے فرمایا:

"یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُہُمَا۔"

"ابوبکرؓ، گھبراتے نہیں، ہم دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ تیسرا ہے!"

(خلاصۃ السیر فی احوالِ سیّدِ البشر ص ۲۲)

آئیے اس واقعہ کو قرآنِ کریم کی زبان فیض ترجمان سے سنیے، جس کے متعلق تحت السّماء و فوق الارض، باشندگان مسلمان جنّ و انس اور تمام مسلکی گروہ متفق ہیں اور جس کے متعلق خود ربِّ کائنات نے فرمایا کہ:

"لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ۔"

برفتند القصّہ چندے دگر ۔ چو گردید پیدا نشانِ سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب ۔ کہ خواندے عرب غارِ ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے ۔ ولے پیش بوبکرؓ بنہاد پائے
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید ۔ قبا را بدرید آں رخنہ چید
بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا ۔ یکے رخنہ نگرفت ماند از قضا
براں رخنہ ماندہ آں یارِ غار ۔ کفِ پائے خود را نمود استوار
نیامد دریں شگرف از کسے ۔ کہ دور از خرد می نماید بسے
نیامد چنیں کارے از غیر او ۔ بدنیا چو پرداخت از وقتِ او!
در آمد رسولِ خدا ہم بغار ۔ نشستند یک جا بہم ہر دو یار! الخ

اس کا ترجمہ و تشریح غزوات حیدری ص ۶۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں ذرہ بھر بھی کذب کی آمیزش نہیں ہو سکتی۔

ارشادِ ربانی ہے:

"اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا" (پ سورہ توبہ)

"اگر تم آنحضرتؐ کی مدد نہ کرو گے (تو کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ خود ہی کافی ہے) اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کی مدد اس وقت بھی فرمائی، جس وقت کافروں نے آپؐ کو نکال دیا تھا (ایک نبی کریم علیہ السلام اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) جب وہ دونوں غار میں تھے، اس وقت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنے رفیق کو فرمایا کہ: "غم نہ کر اللہ کریم ہم دونوں کے ساتھ ہے!" آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینت اس (ابوبکرؓ) پر اتاری اور اپنے پیغمبرؐ کی امداد ایسے لشکر سے کی جن کو تم نے نہیں دیکھا!"

اس آیت کے چند مقامات وضاحت طلب ہیں:

۱۔ حدیث میں ثَالِثُهُمَا اور آیت میں اِذْ هُمَا کی ضمیر (هُمَا) میں نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

۲۔ "فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ" کے مصداق بھی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی شان نمایاں ہوتی ہے۔

۳۔ "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" میں اللہ تعالیٰ کی معیت نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی معیت ہمیشہ برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ ایک بڑا اعلیٰ وارفع مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو ہی نصیب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے واقعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں فرمایا کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو دربارِ فرعون میں دعوت پیش کرنے اور بنی اسرائیل کی آزادی کے لیے حکم دیا تو انھوں نے اس امر کی گراں باری، اور اعترافِ کمزوری کی بناء پر عرض کی، "اے ربّ العٰلمین، ہمیں اندیشہ ہے کہ "اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰی" "فرعون ہماری مخالفت کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی" (طٰہٰ) "ڈرو مت میں تم دونوں کے ساتھ ہوں" اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے باوجود نبوت کے خوف کا اظہار کیا اور کوئی سرزنش نہ ہوئی۔ لہٰذا اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غیر نبی ہو کر خوف کا اظہار کریں تو کیا گناہ لازم آئے گا؟ بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو "اِنَّنِیْ مَعَکُمَا" کہہ کر مطمئن کر دیا، اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" کہہ کر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو مطمئن کر دیا۔

۴۔ "لَا تَحْزَنْ" "حزن" سے مشتق ہے۔ اور "حزن" کا تعلق ہمیشہ دل سے ہوتا ہے جیسا کہ سورۂ یوسف میں "وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ مِنَ الْحُزْنِ" اور "اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ نیز حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپؐ نے فرمایا:

"اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ" (کتبِ حدیث)

"بیشک آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل حزیں ہے اور اے ابراہیمؑ، ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں"

پس حزن کا تعلق دل سے ہے لیکن اگر "لَا تَحْزَنْ" کا معنیٰ "زبان سے شور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مچانا" اور" ہائے ہائے کرنا" مراد لیا جائے تو یہ انبیاء علیہم السلام کی ذاتِ مقدس پر تنقید ہوگی جو کبیرہ گناہ ہے اور اگر" غم کرنا" مراد لیا جائے تو یہ حق ہے، بلکہ خود شیعہ مفسرین نے بھی اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"چوں گفت پیغمبرؐ یارِ خود را اندوہ مخور" (خلاصۃ المنہج کاشانی)

"جب کہا پیغمبرؐ نے اپنے یار کو، غم مت کھا!"

پھر سفرِ ہجرت کا سامان بھی خاندانِ صدیق نے کیا، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کھانا لے جاتیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ اہلِ مکّہ کی باتیں سنا جاتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامرؓ بن فہیرہ بکریوں کا دودھ مہیا کرتے تھے۔ جب تین دن کے بعد یہ چرچا کچھ دب گیا تو چوتھی رات حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ دو اونٹنیاں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ زادِ راہ لائیں اور اونٹنی پر سامان باندھنے کے لیے جب کوئی رسّی نہ مل سکی تو اپنا نطاق پھاڑ کر اس کے ایک حصّے سے زادِ راہ کجاوے کے ساتھ باندھ دیا۔ جس سے آپؓ کا لقب "ذات النطاقین" مشہور ہوا۔ (سیرت ابنِ ہشام بروایت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہؓ، عبداللہ بن اریقطؓ شب کی تاریکی میں جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ دوسرے دن سخت دھوپ لگی تو چٹان کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ جب دھوپ نرم ہوئی تو یہ مقدس قافلہ پھر راستہ میں سراقہ بن مالک ملا، جو کفار سے سَو اونٹ انعام کا وعدہ لے کر حضور علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے آرہا تھا۔ جب قریب ہوا تو نبی علیہ السلام نے دُعا کی، "اے اللہ جس طرح تجھے منظور ہے اسے روک لے!" چنانچہ زمین سخت ہونے کے باوجود پھٹ گئی اور سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ گھوڑے سے اتر کر نبی علیہ السلام سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا، آپؐ کی دُعا سے گھوڑا بھی نکل آیا اور سراقہ بن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مالک واپس لوٹ گیا۔ (اسد الغابہ ذکرِ صدیقؓ)

الغرض ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱ ہجرت بروز جمعۃ المبارک، یہ دشوار گزار سفر اختتام پذیر ہوا اور نبی علیہ السلام بمعہ رفقاء سفر بخیر و عافیت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (ملاحظہ ہو سیرت ابنِ ہشام، ذکرِ ہجرۃ النبیؐ الی المدینۃ و صحبۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

جہاد:

اہلِ مکہ ہجرتِ نبویؐ کے دوسرے سال ایک ہزار مسلح لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے استیصال کے لیے بدر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہ کفر و اسلام کی پہلی جنگ تھی۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ۳۱۳ رفقاء کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اس جنگ میں کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ جنگ کے دوران نبی علیہ السلام کے پاس عریش (چھپر) میں سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپؓ نے ننگی تلوار لے کر ہر اس شخص کا مقابلہ کیا جس نے بھی نبی علیہ السلام پر حملہ کرنے کی جرأت کی۔ (تاریخِ اسلام، نجیب آبادی ص۲۶۳) گویا، اس غزوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وزارت و حفاظت کا منصب صرف صدیق اکبرؓ کو حاصل تھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں کو "مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ" قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری) ـــــ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ شَہِدَ بَدْرًا" (ابن ماجہ)

کہ "جس نے بدر میں شمولیت کی، وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

اور بحوالہ خلاصۃ المنہج، مجمع البیان طبرسی میں بدریوں کے متعلق لکھا ہے:

"ایشان بہترین مردماں ہستند"

"یہ لوگ بہترین مردِ میدان تھے!"

۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ھ کو جنگِ بدر کا معرکہ ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جنگِ احد :

جنگِ بدر کے بعد جنگِ احد میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حملہ آوروں کے منہ توڑ جواب دیئے، اور نہایت پامردی سے لڑتے رہے۔ آپؓ ان لوگوں میں سے تھے جو پروانہ وار شمع رسالت کے گرد آخر تک رہے۔ شیعہ روایات کے مطابق احد کے میدانِ کارزار میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا حق ادا کر رہے تھے۔ اور نبی علیہ السلام کے پاس ۱۳ اشخاص کے سوا کوئی نہ تھا۔ جن میں پانچ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص تھے۔ رضی اللہ عنہم!

عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں :

"ذَكَرَ اَبُو الْقَاسِمِ الْبَلْخِيُّ اَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اِلَّا ثَلٰثَةَ عَشَرَ نَفَرًا، خَمْسَةٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَثَمَانِيَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَمَّا الْمُهَاجِرُوْنَ فَعَلِيٌّ وَاَبُوْبَكْرٍ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ۔ اِلٰی اٰخِرِهٖ!" (تفسیر مجمع البیان ۲۴/۱)

حدیبیہ :

جب قاصدِ رسولؐ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کفارِ مکہ کے ناروا سلوک کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے ایک درخت کے نیچے بیعت علی الموت کے لیے اپنے دست مبارک کو پھیلایا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بھی چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ بخوشی و رضا بیعت کی۔ (بخاری) آخر میں آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دے کر ان کی طرف سے بیعت قبول فرمائی۔ (رحمۃ للعالمین) اس بیعت کو بیعتِ رضوان اور بیعت الشجرۃ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

" لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا۔ الآيۃ "

" بلا شبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ ایک درخت (کیکر) کے نیچے آپؐ سے بیعت کر رہے تھے، اور جو (خلوص) ان بیعت کرنے والوں کے دلوں میں تھا، اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں میں اطمینانِ قلب پیدا کر دیا اور ان کو اس کے بدلہ میں ایک ایسی فتح عنایت فرمائی، جو بہت ہی قریب تھی اور بکثرت غنیمتیں بھی دیں، جن کو یہ لوگ حاصل کر رہے تھے۔" (ترجمہ منقول از کشف الرحمٰن مطبوعہ کراچی ص ۸۱۰، ص ۸۱۹ جلد دوم)

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کنندگان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

" اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ "

کہ " تم روئے زمین کے بہترین لوگ ہو۔"

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ:

" لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ "

" جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ آگ میں (ہرگز) داخل نہ ہو گا۔"

شیعہ روایات بھی اس پر ناطق ہیں۔ تفسیر مجمع البیان، تفسیر قمی، تفسیر امام حسن عسکری، تفسیر صافی، اور خلاصۃ المنہج میں زیر آیت " لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ " مرقوم ہے کہ:

" درخت کے نیچے بیعت کرنے والے بہترین لوگ ہیں اور ان میں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہو گا۔"

جنگ حنین: جنگِ حنین کے دن، جب دشمنوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس دن بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان جانثاروں میں تھے، جو نبی علیہ السلام کے پاس رہے۔ اور آپؓ کے گھرانے سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے۔ پھر چند دن بعد ہی انتقال فرمایا۔ (رحمۃ للعالمین)

جنگِ تبوک:

اس جنگ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کا تمام اثاثہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا تھا، قیصرِ روم جیسے جابر بادشاہ سے مقابلہ تھا، لشکرِ اسلام کا اجتماع بھی کبھی اتنا نہ ہوا تھا۔ عہدِ نبویؐ کا یہ سب سے بڑا اور آخری غزوہ تھا۔ اس جنگ میں علم سپہ سالاری، نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سپرد فرمایا۔ اسی سال فرضیتِ حج کا حکم نازل ہوا۔ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج مقرر فرمایا اور تین سو صحابہؓ آپؓ کی معیت میں بھیجے گئے۔ رضی اللہ عنہم! (رحمۃ للعالمین ص ۲۵۱/۱ طبع دوم) ——— الغرض حضور علیہ السلام کے عہدِ باسعادت میں کوئی ایسا جہاد نہیں ہوا جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شمولیت نہ فرمائی ہو!

امامت:

آخر صفر ۱۱ھ کو نبی علیہ السلام مرض الموت میں صاحبِ فراش ہوئے۔ تقریباً گیارہ دن مرض خفیف رہا۔ لہٰذا خود نماز پڑھاتے رہے۔ درِّ نجفیہ میں ہے:

"وَکَانَ عِنْدَ خِفَّۃِ مَرَضِہٖ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِنَفْسِہٖ۔"

(درِّ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ ص ۲۲۵)

کہ "نبی علیہ السلام کا مرض جب تک خفیف رہا، آپؐ بنفسِ نفیس نماز پڑھاتے رہے۔ گیارہ دن کے بعد ضعف اتنا ترقی کر گیا کہ عشاء کے وقت بوقت وضو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تین دفعہ غشی طاری ہوئی۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کی امامت کریں۔ درِ نجفیہ میں ہے:

"فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّىَ بِالنَّاسِ"

اور اسی کتاب درِ نجفیہ، شرح نہج البلاغۃ کے اسی صفحہ پہ ہے کہ:

"وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ صَلّٰى بِالنَّاسِ يَوْمَيْنِ ثُمَّ مَاتَ" (ص ۲۲۵)

یعنی "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں دو دن نمازیں پڑھاتے رہے۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی!"

گویا نبی علیہ السلام نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی امامت و خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرامؓ نے بسر و چشم اس امامت و خلافت کو قبول کیا۔ چنانچہ احتجاج طبرسی ص ۶۰ پر ہے کہ:

"ثُمَّ قَامَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے نماز کے لیے، مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔" (تفسیر قمی واحتجاج طبرسی ص ۶۰)

اسی طرح محمد باقر اصفہانی رقمطراز ہیں:

"وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ"

(مرآۃ العقول ص ۲۸۸)

قرآن مجید، ترجمہ مقبول احمد شیعہ، ضمیمہ ص ۴۱۵ میں ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"پھر وہ (حضرت علیؓ) اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔" الخ

غزوات حیدری اردو ص ۶۲۷ پر ہے کہ:

"پس بے اختیار اٹھے اور بزرگ نے وقت سے گھبرائے، ناچار آن کر اقامت کہی اور جماعت اہل دین نے عقب ان کے صف باندھی۔ چنانچہ اس صف میں شاہِ لافتیٰ بھی تھے۔" رضی اللہ عنہم!

وفاتِ رسول ؐ:

وفاتِ نبویؐ کی خبر سن کر صحابہ کرامؓ کو سخت صدمہ پہنچا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ ہاتھ میں تلوار لیے فرما رہے تھے:

"مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (بخاری)

"خدا کی قسم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر موت وارد نہیں ہوئی۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی تشریف لائے، چہرۂ انور سے چادر ہٹا کر بوسہ دیا اور فرمایا، "اے اللہ کے رسول ؐ، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نازل نہیں کرے گا، پھر وفات کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

"اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ"

وَقَالَ "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا الْاٰيَۃ!" تو صحابہ کرامؓ کو وفات کا یقین ہوا۔ (بخاری)

"خبردار ہو جاؤ، جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا، تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور جو اللہ کریم کی پرستش کرتا رہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی:
(ترجمہ) "اے پیغمبرؐ، کچھ شک نہیں آپ کو بھی وفات پانا ہے اور یقیناً ان منکروں کو بھی مرنا ہے۔"
پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:
(ترجمہ) "اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں۔ بلاشبہ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھر جائے گا وہ ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔"

خلافتِ صدیقؓ

وفاتِ رسولؐ کے بعد مسئلہ خلافت نے اضطراب و ہیجان کا تموج پیدا کر دیا۔ ثقیفہ بنی ساعدہ میں انصار نے جمع ہو کر مسئلۂ خلافت طے کرنا چاہا، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم اضطرابی حالت میں وہاں پہنچے۔ انصار کا خیال تھا کہ خلیفہ ہم سے ہو گا، کسی نے کہا مہاجرین سے ہو گا، کسی نے کہا ایک جانشین انصاری اور ایک مہاجر ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے کہ:
"اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" (بخاری)
کہ "خلیفہ قریش میں سے ہو گا۔"
اس فرمانِ رسولؐ نے صحابہؓ کرام کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر رضامند کر دیا۔ چنانچہ حاضرین نے اسی وقت بیعت کی اور پھر بیعتِ عامہ ہوئی ان بیعت کنندگان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہوئے ہیں۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں مرقوم ہے:
"ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعَہٗ" (ص ۵۲)
پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی کتاب کے ص ۵۶ پر ہے:

" قَالَ اُسَامَۃُ لَہٗ ھَلْ بَایَعْتَہٗ فَقَالَ نَعَمْ یَا اُسَامَۃُ !"

"حضرت اسامہ رضؓ نے حضرت علی رضؓ سے دریافت کیا کہ" آپ حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں؟" تو حضرت علی رضؓ نے جواباً فرمایا کہ" ہاں میں بیعتِ خلافت کر چکا ہوں۔"

علاوہ ازیں روضہ کافی ص ۱۱۵ وص ۳۹ ! میں حضرت علیؓ کا بیعت کو قبول کرنا ثابت ہے۔ نیز شیعہ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک دن نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو مغموم دیکھا تو فرمایا کہ:

"خوش ہو جاؤ ——— اِنَّ اَبَا بَکْرٍ یَلِی الْخِلَافَۃَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔"

"ضرور بضرور میرے بعد خلافت کا والی ابو بکرؓ ہو گا اور اس کے بعد تیرا باپ عمرؓ" تو حضرت حفصہؓ نے دریافت کیا" آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ" مجھے اللہ علیم خبیر نے خبر دی ہے!"

(تفصیل تفسیر قمی ص ۳۵۴ تفسیر مجمع البیان ص ۳۱۴ ج ۵ تفسیر صافی ص ۲۳ ج پر ملاحظہ فرمائیں)

خلافتِ صدیقیؓ اور حضرت علیؓ کا اعتراف:

حضرت علیؓ کے دورِ خلافت کے خطبات و بیانات بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان تمام صحابہؓ سے افضل تھی۔ اور حضرت علیؓ نے بطیبِ خاطر ان کی خلافت کو تسلیم کیا،

۱۔ "(حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو ایک خط لکھا کہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسلمانوں کے لیے مددگارِ اسلام پسند فرمایا اور اس کو قوت و طاقت بخشی۔ بلحاظ فضائل اور قدر و منزلت حضرت ابو بکر صدیق رضؓ، تمام صحابہؓ سے افضل اور بہترین بزرگ تھے۔ خلیفۂ رسولؐ دائرۂ اسلام میں سب سے افضل، اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور رسولؐ کے لیے سب سے زیادہ مخلص اور خیر خواہ تھے۔ اور خلیفہ رسولؐ کے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ بھی اسی طرح تھے، جیسا کہ تو نے سمجھا، میری زندگی اس بات کی شاہد ہے کہ ان دونوں حضرات کا مرتبہ اسلام میں بڑا عظیم الشان تھا۔ بلاشبہ ان کی موت سے اسلام کو سخت صدمہ اور زخم پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرتا رہے اور ان کو احسن و بہتر اعمال کی جزا دے۔" (نہج البلاغہ مطبوعہ مصر تختی خورد ص ۸ شرح نہج البلاغۃ مصنف شیعہ مجتہد ابن ہیثم بحرانی جزء ۳۱ ص ۴۸۶)

تسکین قلب کے لیے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ اَنَّ اللّٰہَ اجْتَبٰی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَعْوَانًا وَّاَیَّدَھُمْ بِہٖ وَکَانُوْا فِیْ مَنَازِلِھِمْ عِنْدَہٗ عَلٰی قَدْرِ فَضَائِلِھِمْ فِی الْاِسْلَامِ دُوْنَ اَفْضَلِھِمْ کَانَ اَفْضَلُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ کَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحُھُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہِ الْخَلِیْفَۃَ الصِّدِّیْقَ ثُمَّ خَلِیْفَۃَ الْخَلِیْفَۃِ الْفَارُوْقَ وَلَعَمْرِیْ اَنَّ مَکَانَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاَنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا فِی الْاِسْلَامِ لَجَرْحٌ شَدِیْدٌ یَرْحَمُھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔"

۲۔ اسی طرح شرح نہج البلاغہ مصنف سلطان محمود الطیبسی اصفہانی میں ہے:

وَغَضِبَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ بَیْعَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَقَالَ مَا غَضِبَ اِلَّا فِی الْمَشْوَرَۃِ وَاِنَّا لَنَرٰی اَبَا بَکْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِھَا اِنَّہٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَاِنَّا لَنَعْرِفُ لَہٗ سِنَّہٗ، وَلَقَدْ اَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوۃِ فِی النَّاسِ وَھُوَ حَیٌّ۔ الخ!" (شرح نہج البلاغہ جلد اول)

"حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کے انعقاد پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مجھے مجلس شوریٰ کی دعوت نہ دی گئی، ورنہ ہم تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوبکرؓ کو سب لوگوں سے زیادہ مستحق خلافت دیکھتے ہیں، کیونکہ ابوبکر صدیقؓ ایک تو یارِ غار ہیں۔ دوم عمر میں بڑے ہیں۔ سوئم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی ان کو امامت کے لیے مقرر

۳۔ اسی نہج البلاغۃ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:

"خداوند کریم، ابوبکرؓ پر رحم فرمائیے جس نے کجی کو سیدھا کیا۔ جس نے امراضِ نفسانیہ کی دوا کی، جس نے پیغمبرؐ کی سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو دور کیا، جو اس دنیا سے پاکدامن اور کم عیب گیا، اور خلافت کے امور کو خوبی سے چلایا اور اس امت کے فساد سے پہلے کوچ کر گیا، اور خدا کی اطاعت کو بھی اچھی طرح ادا کیا، اور حق کے موافق پرہیزگاری کو پورا کیا۔" الخ (نہج البلاغۃ ص ۵۶۱)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور نبی علیہ السلام کی زبان پر "صدیقؓ"، کا نام دیا ہے، نماز کی امامت میں نبی علیہ السلام کے خلیفہ تھے، آنجنابؐ نے آپؓ کو ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا، ہم نے ان کو اپنی دنیا کے لیے پسند کیا اور بیعت کی اور خلیفۂ رسولؐ تسلیم کیا۔" (الاستیعاب لابن عبدالبر۔ بحوالہ رسالہ "فضائلِ صدیقؓ" مصنفہ امام ابوطالب محمد ابن العشاری المتوفی ۴۵۱ھ ص ۱۵، ترجمہ مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ)

۵۔ امام محمد باقرؒ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے آپ کو خطبہ میں کہتے ہوئے سنا ہے:

"اے اللہ نیک کر ہم کو اس چیز کے ساتھ کہ نیک بنایا تو نے خلفاء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راشدین مہدیین کو۔ سو وہ کون ہیں؟" حضرت علیؓ نے فرمایا" وہ میرے دو دوست ہیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ۔ دونوں ہدایت کے امام، اسلام کے بزرگ؛ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب کے مقتدا، جس نے ان کی اطاعت کی شر سے بچ رہا اور جو شخص ان کے قدم بقدم چلا وہ سیدھی راہ پر چلا"

(فضائلِ صدیق رضی اللہ عنہ ص ۷)

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بطیب خاطر بیعت کر کے ان کی مدد کرتا رہا" (ایضاً ص ۹)

۷۔ حضرت علیؓ کا قولِ مبارک ہے کہ:

"میں اس شخص سے بیزار ہوں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بغض رکھے، جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ ان (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) سے بھی محبت رکھے" (فضائلِ صدیقؓ ص ۱۵)

۸۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۸ پر ہے کہ:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حلفاً فرمایا، "قسم ہے اس رب کی جس نے دانہ کو پھاڑ ڈالا اور پیدا کی جان! تحقیق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جنت میں پھل کھائیں گے اور اس کے بچھونوں پر مجھ سے پہلے آرام کریں گے" (فضائلِ صدیقؓ ص ۱۸)

۹۔ قاضی نور اللہ شوستری، اپنی مایہ ناز کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ درمیانِ اصحاب مے گفتند "مَا سَبَقَكُمْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَوْمٍ وَّلَا صَلٰوةٍ وَّلٰكِنْ بِشَيْءٍ وَّقَرَ فِيْ قَلْبِهٖ" (مجالس المؤمنین ص ۸۸)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صحابہؓ کی جماعت میں فرمایا کرتے تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت ابو بکرؓ کی سبقت و فضیلت نماز روزہ سے نہیں بلکہ یہ
ان کے دل کی عقیدت مندی اور اخلاص کا ثمرہ ہے۔"

۱۰۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور آپؐ کو گھسیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہے جو ایک خدا بتاتا ہے۔ واللہ کسی کو کفار کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور وہ کفار کو مار مار کر ہٹاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے، "ہائے افسوس! "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ"" تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔" یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے، "بھلا یہ تو بتاؤ کہ مومن آلِ فرعون اچھے ہیں یا ابو بکرؓ؟" جب لوگوں نے جواب نہ دیا تو فرمایا، "جواب کیوں نہیں دیتے؟ واللہ، ابو بکرؓ کی ایک ساعت ان کی ہزار ساعت سے بہتر ہے۔ وہ تو ایمان کو چھپاتے تھے اور ابو بکرؓ نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا!" (تاریخ اسلام مؤلف اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ص ۲۶۴ جلد اول) تِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَۃٌ!

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکرؓ ائمہؒ کی نظر میں،

۱۔ "قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ اَبِیْ بَكْرٍ وَلَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ عُمَرَ وَلٰكِنَّ اَبَا بَكْرٍ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ"
(احتجاج طبرسی ص ۲۰۴)

"امام ابو جعفر صادق محمد باقرؒ کا بیان ہے کہ "میں ابو بکرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں اور نہ ہی عمرؓ کی فضیلت کا منکر ہوں۔ ہاں لیکن ابو بکرؓ، عمرؓ سے افضل ہیں۔"

۲۔ "سَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُخَالِفِیْنَ عَنِ الْاِمَامِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ فِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ هُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ رَحِمَهُمَا اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (احقاق الحق ص ۱۰ مطبوعہ ۱۲۰۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"مخالف گروہ کے ایک شخص نے امام جعفر صادقؒ سے خلافتِ صدیقؓ و عمرؓ کے متعلق سوال کیا تو آپؒ نے فرمایا" وہ دونوں امام عادل تھے، منصف تھے، حق پر تھے اور حق پر انہوں نے وفات پائی ان دونوں پر قیامت تک اللہ کی رحمت نازل ہو (رضی اللہ عنہما)!"

۳۔ حضرت عروہ بن عبداللہ کی روایت "حلیۃ السیوف" کے بارہ میں لقبِ صدیقؓ کے باب میں گزر چکی ہے۔

۴۔ حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:

" اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ جَدِّیْ هَلْ یَسُبُّ اَحَدٌ اٰبَاءَهٗ لَا قَدَّمَنِیَ اللّٰهُ اِنْ لَّا اُقَدِّمُهٗ " (احقاق الحق ص ۷)

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پڑنانا ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو سب وشتم کرنا پسند کرتا ہے؟ اگر میں صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخی کروں تو خدا مجھے کوئی شان اور عزت نہ دے"! (احقاق الحق ص۷)

۵۔ اسی کتاب احقاق الحق میں ہے کہ:

" وَلَدَنِیَ الصِّدِّیْقُ مَرَّتَیْنِ!"

" امام جعفر صادق نے فرمایا کہ " میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو طرح داخل ہوں" (ص ۷)

مزید تفصیل کے لیے جلاء العیون ص ۲۴۸، کشف الغمہ ص ۲۱۵، ۲۲۲۔ احتجاج طبرسی ص ۲۰۵ ملاحظہ فرمائیں!

۶۔ صافی شرح اصول کافی ص ۲۱۴ پر امام جعفر صادقؒ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

" و مادرش ام فروہ اسماء دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر بود و مادر ام فروہ اسماء دختر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابی بکر بود"

"حضرت امام جعفرؒ کی والدہ اُمِ فروہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پڑپوتی (پوتے کی بیٹی) تھیں اور امام جعفر صادق کی نانی حضرت اسماء تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں"

حضرت ابوبکر صدیقؓ	حضرت علی مرتضیٰؓ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضرت عبدالرحمٰنؓ	حضرت حسینؓ	حضرت محمد بن ابی بکرؓ
حضرت اسماء زوجہ قاسم	زین العابدینؒ	حضرت قاسمؒ
ام فروہ ↓	امام محمد باقرؒ	ام فروہ
والدہ ←	امام جعفر صادقؒ	← والدہ ↑

سوالِ دربارۂ فدک وجواب:

باقی رہا یہ سوال کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق اتنی شان اور افضیلت کے مالک تھے، تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فدک سے محروم کیوں رکھا؟ تو یہ سوال بالکل بے بنیاد ہے، کیونکہ خلیفۂ اول بلا فصل سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کتاب و سنت کے مطابق عمل کیا۔ جیساکہ صحیح بخاری مطبوعہ نظامی کان پور کے ص ۵۷۵/۲، ص ۵۷۶/۲ پر زمانہ نبوت کا عمل درآمد بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بلاذری نے فتوح البلدان ص ۳۷ پر اشارہ کیا ہے۔ نیز عون المعبود شرح ابی داود ص ۱۰۴/۲، ص ۱۰۵/۳ پر بھی تذکرہ ہے اور امام نوویؒ نے شرح مسلم میں زیرِ حدیث مالک بن اوس (ص ۹۰) پر ذکر کیا ہے کہ قاضی عیاض نے کہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزاع کے ترک کر دینے اور حدیث کے اجماع کو تسلیم کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ جس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث پہنچی تو حضرت فاطمہؓ نے اپنی رائے چھوڑ دی۔ بعد ازیں آپؓ کی اولاد سے کسی نے بھی میراث کا مطالبہ نہیں

"ثُمَّ وُلِّيَ عَلِيٌّ الْخِلَافَةَ فَلَمْ يَعْدِلْ بِهَا عَمَّا فَعَلَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ"

"پھر حضرت علی مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے خلاف عمل نہیں کیا۔"

مگر افسوس کہ شیعہ کی کتاب کافی کلینی ص۳۵۵ پر صاحب کتاب نے ایک روایت نقل کی ہے جو افراط و تفریط سے پُر ہے اور اس کی حقیقت محض افسانہ کوئی ہے۔ اس کے برعکس شیعہ کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغۃ لعلامہ ابن ہیثم بحرانی ص۵۴۳ جز ۳۵ "مِنْ کِتَابِہٖ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ" اور دُرِّ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ مطبوعہ طہران ص۳۳۲ پر مرقوم ہے:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ فَدَكَ قُوْتَكُمْ وَيَقْسِمُ الْبَاقِيَ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَكَانَ يَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ وُلِّيَ مُعَاوِيَةُ"

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا کہ حضور علیہ السلام فدک کی پیداوار سے تمہارا خرچ لے لیا کرتے تھے۔ اور باقی ماندہ کو تقسیم فرماتے اور فی سبیل اللہ جہاد میں سواریاں لے لیتے تھے، اللہ کی قسم اٹھا کر میں عہد کرتا ہوں کہ میں فدک میں اسی طرح کروں گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے تو سیدہؓ،

فدک کے اس فیصلہ پر رضامند ہوگئیں اور حضرت صدیق اکبرؓ سے اس بات کا عہد لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ فدک کی پیداوار وصول کرکے اس سے اہل بیت کو کافی وافی خرچ دے دیتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد امیر معاویہؓ کی حکومت آنے تک تمام خلفائے نے یہی عمل کیا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا، اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے کیا۔ اور بعینہٖ یہ عمل تمام خلفاء راشدین (حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسن مجتبیٰ (رضی اللہ عنہم) کا رہا۔ حتیٰ کہ امیر معاویہؓ کی سلطنت آگئی اور اس عرصہ میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا حکم تھا اور خلفاء راشدینؓ نے اس حکم کی پابندی کی۔ تو اب فاطمۃ الزہرا کی حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ناراضگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کتب تاریخ و سیر کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فراخدلی کا ثبوت دیا اور تمام صحابہ کرامؓ نے سامان شادی خریدنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی موافقت کی (جلاء العیون ص ۵۵) اور مرض الموت میں بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے تیمارداری کے فرائض سرانجام دیئے اور وفات کے بعد غسل بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ ہی نے دیا (جلاء العیون) تو ان امور سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض نہ تھیں بلکہ خوش تھیں۔

وفات صدیقؓ پر حضرت علیؓ کی تقریر:

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری بروز دوشنبہ مغرب و عشاء کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور ان کی وصیت کے مطابق اسی رات نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مفصل تقریر کی جس کا شروع حصہ یہ ہے کہ:

"رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا بَكْرٍ كُنْتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَّاَخْلَصَهُمْ اِيْمَانًا وَّاَشَدَّهُمْ يَقِيْنًا وَّاَعْظَمَهُمْ غِنًى وَّاَحْفَظَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْدَبَهُمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْإِسْلَامِ وَاَحْمَاهُمْ عَنْ اَهْلِهٖ وَاَنْسَبَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ
خُلُقًا وَّفَضْلًا وَّهَدْيًا وَّصَمْتًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ
وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ
خَيْرًا ۔ اِلٰى اٰخِرِہٖ!" (اشہر المشاہیر الجزء الاول من
مجلد الاول ص۱۳۸)

"اے ابوبکرؓ، خدا آپ پر رحم فرمائے، خدا کی قسم آپ تمام امت میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا، سب سے بڑھ کر (ص) آپؐ کے اہل کے دوستدار تھے، اور خلق وفضل اور سیرت وصحبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو سب سے زیادہ نسبت حاصل تھی۔ خدا آپ کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ آمین!"

خلاصہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کوئی پھولوں کی سیج نہ تھی، بلکہ کانٹوں کا بستر تھا۔ جس کو آرام دہ بنانے کے لیے تمام کانٹوں کو چننا ضروری تھا۔ خلافت کے مختصر اور قلیل عرصہ میں اندرونِ ملک کے فتنوں کو فرو کرنے کے علاوہ بلادِ غیر کو ممالکِ محروسہ اسلامی بنا کر آئندہ کے لیے فتوحات کے دروازوں کا افتتاح کیا۔ ان مشکلات کا سامنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوا، اس کی تمثیل پیش کرنے سے تاریخ بالکل خاموش ہے۔ رضی اللہ عنہ ورضی عنہ ؎

اِذَا تَذَكَّرْتَ الشَّجْرَ مِنْ اَخِيْ ثِقَةٍ ... وَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ ... وَاَوَّلُ النَّاسِ مِمَّنْ صَدَّقَ الرُّسُلَا
وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ... خَيْرُ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلًا

(از حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقامِ فاروقؓ پر شیعہ سُنّی اتحاد!

نام ونسب اور منصب:

نام عمرؓ، کنیت ابو حفص، والد کا نام خطاب بن فضیل قریشی اور والدہ کا نام خنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ تھا۔ مشہور روایات کے مطابق ہجرت نبوی ؐ سے چالیس برس قبل پیدا ہوئے۔ اور بروایت حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت عمر فاروقؓ کی پیدائش کے وقت غیر معمولی خوشی منائی گئی۔ (تاریخ دمشق لابنِ عساکر)

ہوش سنبھالنے کے بعد والد نے اونٹ چرانے کی خدمت ان کے سپرد کردی۔ شباب کے آغاز میں شریفانہ مشغلوں میں مشغول ہوتے مثلاً نسب دانی، سپہ گری، شہ سواری، پہلوانی، فنِ خطابت وغیرہ۔

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ "جاحظ نے کتاب البیان والتبیین میں بالتصریح لکھا ہے کہ نسب دانی کا حق حضرت عمرؓ کے خاندان میں موروثی چلا آتا تھا۔ حضرت عمرؓ اور ان کے باپ، دادا تینوں بہت بڑے نسب دان تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کے خاندان عدی میں سفارت اور فیصلہ موروثی چلے آتے تھے، جن کو سرانجام دینے کے لیے انساب کا ......

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاننا ضروری تھا۔" (الفاروق ص۱۴ مطبوعہ رنگین پریس دہلی)

"پہلوانی اور کشتی کے فن میں کمال حاصل تھا۔ عکاظ کے دنگل میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ شہسواری میں بھی ان کا کمال مسلّم ہے کہ گھوڑے سے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے۔ قوتِ تقریر میں مہارتِ تامہ حاصل تھی، اس لیے ان کو منصبِ سفارت سے نوازا گیا۔" (ایضًا)

ان جملہ فنون سے فارغ ہوتے ہی تجارت کو ذریعہ معاش گردانا اور یہی شغل ان کی بہت بڑی ترقیوں کا سبب ہوا۔ بغرضِ تجارت دُور دراز ملکوں میں جاتے اور معززین لوگوں سے ملتے تھے۔ بلند حوصلگی، تجربہ کاری، اور معاملہ دانی جیسے اوصاف حضرت عمرؓ میں موجود تھے۔ گویا کہ ایک بہت بڑے تاجر، بین الاقوامی شہرت کے مالک، نامی پہلوان، گرامی شہسوار، مشہور سپہ گر، نامور مقرر، امام النسب، تعلیم یافتہ، شمشیر زن، معاملہ فہم، سفیرِ قریش، شجاع، صاحب مال و املاک، تجربہ کار اور جہاندیدہ تھے۔

ایمانِ عمرؓ:

علامہ شبلی نعمانی نے (الفاروق ص۱۵ مطبوعہ دہلی، سیرت النبیؐ ص۲۲۶ مطبوعہ لاہور میں) ذکر کیا ہے کہ "حضرت عمرؓ کا ستائیسواں سال تھا کہ عرب میں آفتاب رسالت طلوع ہوا اور اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے گھرانے میں حضرت زیدؓ کی وجہ سے توحید کی آواز پہنچی۔ سب سے پہلے حضرت زیدؓ کے لختِ جگر حضرت سعیدؓ مشرف باسلام ہوئے، پھر حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ

ے ۱ علامہ سعودی نے کتاب مروج الذہب میں لکھا ہے کہ،

" وَلِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَخْبَارٌ کَثِیْرَةٌ فِیْ اَسْفَارِهٖ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِلَی الشَّامِ وَالْعِرَاقِ مَعَ کَثِیْرٍ مِّنْ مُّلُوْكِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ "

"حضرت عمر بن خطابؓ نے زمانہ جاہلیت میں جو عراق و شام کے سفر کیا اور ان سفروں میں جس طرح وہ عرب و عجم کے بادشاہوں سے ملے اس کے متعلق بہت سے واقعات ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے اخبار الزمان، کتاب الاوسط لعلامہ سعودی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہؓ نے اسلام قبول کیا۔ اسی گھرانے کے ایک شخص نعیم بن عبداللہ بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر حضرت عمرؓ ابھی تک اسلام سے بیگانہ تھے۔ جب ان کے کانوں تک یہ صدا پہنچی تو بہت برہم ہوئے۔ حتیٰ کہ جو لوگ قبیلہ میں سے ایمان لا چکے تھے ان کے سخت دشمن ہو گئے۔ جس جس پر بس چلتا تھا زدوکوب کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ بے تحاشا مارتے۔ جب تھک جاتے تو کہتے، دم لے لوں پھر ماروں گا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا اور تلوار کمر سے لٹکائے سیدھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف چلے۔ کارکنانِ قضا و قدر نے کہا کہ

آمدم آں یارے کہ ما می خواستیم

راستہ میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ تیور دیکھ کر نعیم بن عبداللہ بن اسید نے کہا، "عمر کہاں کا ارادہ ہے؟" جواب دیا، "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں، اس نے قریش کے باشعور لوگوں کو بیوقوف

لہ حضرت عمرؓ کی ایک کنیز تھیں۔ حضرت عمرؓ اس بیکس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے، "میں نے تجھ کو رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس وجہ سے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں، ذرا دم لے لوں پھر ماروں گا۔" اسی طرح زنیرہؓ کو بے انتہا ستاتے تھے۔ حضرت سعیدؓ بن زید کو حضرت عمرؓ نے ہی رسیوں سے باندھا تھا، جب وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے (البخاری)

لیکن یہ تمام مظالم ایک مومن کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کر سکے۔ ایک نصرانی مورخ نے لکھا ہے کہ:

"اگر اس کو عیسائی یاد رکھیں تو اچھا ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے وہ نشہ اپنے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ جب حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر لے گئے تو ان کے جانثار بھاگ گئے۔ ان کا دینی نشہ جاتا رہا اور وہ اپنے مقتداء کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ برعکس اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اپنے پیغمبرؐ کے گرد آئے اور آپؐ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپؐ کو غالب کیا۔" (بحوالہ سیرۃ النبی ص ۲۳۶، ۲۴۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گردانا ہے اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے ہیں"۔ نعیم نے کہا، "پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو، سعیدؓ اور فاطمہؓ ایمان لا چکے ہیں"۔ حضرت عمرؓ کا غصہ اور تیز ہو گیا، بولے، "نعیم، اگر مجھے یقین ہو جائے کہ تم بھی مسلمان ہو گئے ہو تو تم ہی سے آغاز کروں!" یہ کہہ کر فوراً پلٹے اور فاطمہؓ بنت خطاب اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، آہٹ پا کر خاموش ہو گئیں اور قرآنی اجزاء چھپا لیے۔ مگر آواز حضرت عمرؓ کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی ہمشیرہ سے دریافت کیا کہ "یہ کیا پڑھ رہی تھیں؟" بہن نے کہا، "کچھ بھی نہیں"۔ بولے "میں سن چکا ہوں، تم دونوں مرتد ہو چکے ہو"۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریباں ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ اپنے شوہر کی امداد کے لیے آگے بڑھیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو بھی خوب مارا، یہاں تک کہ ان کا بدن لہو لہان ہو گیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا "اے عمرؓ، جو بن آئے کر لو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا"، ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر گہرا اثر کیا۔ محبت بھری نگاہ سے بہن کو دیکھا۔ خون جاری دیکھ کر اور بھی رقت پیدا ہو گئی، کہنے لگے "جو کچھ تم پڑھ رہے تھے، مجھے بھی سناؤ"۔ حضرت فاطمہؓ نے اجزاء قرآن لا کر سامنے رکھ دیے۔ اٹھا کر دیکھا تو یہ سورۃ تھی "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"[۱]۔ ایک ایک لفظ پر حضرت عمرؓ کا دل مرعوب ہوا جاتا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچے "اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ"، تو بے اختیار

---

[۱] علامہ شبلی نعمانی کے علاوہ بعض مؤرخین اور سیرت نگاروں نے بھی سورۃ الحدید کی ان ابتدائی آیات کا تذکرہ کیا ہے مگر سورۃ الحدید بالاتفاق مفسرین مدنی ہے۔ اور واقعہ ایمان عمرؓ مکہ میں وقوع پذیر ہوا۔ لہٰذا نزولِ سورۃ سے قبل یہ آیات کیسے پڑھی جا سکتی تھیں؟ ــــ صحیح بات یہ ہے کہ یہ سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تھیں، جیسا کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے رحمۃ للعالمینؐ صفحہ جلد اول پر تذکرہ فرمایا ہے۔ نیز شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نور اللہ مرقدہٗ نے مختصر سیرتِ رسولِ عربیؐ کے صفحہ ۱۵۲ پر بھی سورۃ طٰہٰ کا تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (مختصر سیرتِ رسولؐ مطبوعہ لاہور مکتبہ سلفیہ ۱۳۹۹ھ ص ۱۰۲، ۱۰۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پکار اٹھے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کلمۂ شہادت سنتے ہی جو لوگ مکان میں پوشیدہ تھے باہر آ گئے۔ اور جوشِ مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر کہا "اے عمرؓ تمہیں بشارت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کو دُعا کی تھی،

"اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ" (مشکوٰۃ)

"الٰہی، عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ دے" ہم سمجھتے ہیں، وہ دعا آپ کے حق میں تھی۔ لہٰذا ہم سب کی طرف سے مبارکباد قبول فرمایئے!

مقبول احمد شیعہ رقمطراز ہیں:

شیعہ روایات کے مطابق نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ربِ رحیم سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی منظوری لی اور پسندیدہ دین کا غلبہ اور عزت کا حصول ایمانِ عمرؓ میں دیکھا۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مقبول احمد صاحب رقمطراز ہیں:

"رَوَى الْعَيَّاشِيُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ..... اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ" (ترجمہ قرآن مجید از مقبول احمد شیعہ ص۱۶ تفسیر صافی ص۴۲)

"عیاشی نے حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کی، "الٰہی تو عمر بن خطاب یا ابی جہل بن ہشام کے ذریعہ اسلام کو عزت وغلبہ عطا فرما۔" (تفصیل کے لیے دیکھیے بحار الانوار کتاب السماء والعالم، مجمع البیان طبرسی)

چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے ایمان کا ہمشیرہ اور بہنوئی کو مکمل یقین ہوا تو ساتھ لے کر دارِ ارقمؓ کی طرف روانہ ہوئے جو کوہِ صفا کی تلی میں واقع تھا۔ حضرت عمرؓ نے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی، پوچھا گیا، "کون ہے؟" جواب ملا، "عمر بن خطاب"، صحابہؓ نے دروازہ کھولنے میں تامل کیا۔ حضرت امیر حمزہؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا "آنے دو، مخلصانہ آیا ہے تو بہتر۔ بصورتِ دیگر اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔" حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور حضرت عمرؓ کا دامن پکڑ کر فرمایا: "عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو؟" نبوت کی پُر رعب آواز نے حضرت عمرؓ کو کپکپا دیا۔ نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی: "ایمان لانے کی غرض سے آیا ہوں!" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور تمام صحابہؓ نے، جو وہاں موجود تھے، اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔" (مزید تفصیل، انساب الاشراف بلاذری، طبقات ابن سعد، اسد الغابہ، تاریخ ابن عساکر، کامل ابن اثیر، الفاروق علامہ شبلی نعمانیؒ مطبوعہ رنگین پریس دہلی ص۱۶ جلد اوّل میں دیکھیے)

نیا دور:

حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام سے دعوتِ اسلام ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ گو عرب کے مشہور بہادر حضرت امیر حمزہؓ بھی مشرف باسلام ہو چکے تھے، مگر مسلمان اپنے فرائضِ مذہبی علانیہ طور پر ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اسلامِ عمرؓ کے بعد دفعتًا یہ حالت بدل گئی۔ انہوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور کعبۃ اللہ میں جا کر نماز ادا کی۔ ابن ہشام نے بروایت ابن مسعودؓ ذکر کیا ہے کہ:

" فَلَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتّٰى صَلّٰى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ "

کہ "جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو قریش سے لڑے۔ یہاں تک کہ کعبہ میں نماز ادا کی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز ادا کی۔"

یہ واقعہ سنِ نبوت کے چھٹے سال میں وقوع پذیر ہوا۔

غزواتِ حیدری:

غزواتِ حیدری میں ہے کہ: "جب دروازہ کھولا تو عمر بصد عذر خواہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خدمتِ رسالت پناہی میں حاضر ہوا۔ حضرت نے بعد از تلقینِ مراتبِ اسلام اسکو مرحبا کہا اور باعزاز پاس اپنے بٹھایا۔ تب حضرت عمرؓ نے عرض کی، یا نبی اللہ اب ہم کو اجازت دیجیے اور بے تکلف فرمائیے تاکہ حرمِ محترم میں جاکر آشکارا نماز پڑھیں اور اطاعتِ الٰہی بجماعت بجالاویں۔ ہرگاہ اصحابِ فضیلت انتساب نے جماعت پر اتفاق کیا۔ محبوب ایزدِ خلاق نے بھی بشادان و فرحاں طرف سجدہ گاہ آفاق کے قدم رنجہ فرمایا اور آگے سب کے عمرؓ تیغ بکمر بجماعتِ وافر اور پیچھے اصحاب بصد کرو فر ہنستے اور باتیں کرتے بے خطر داخلِ خانہ داور ہوئے۔ یکبار جدارِ حرم نے بصد افتخار سر اپنا بعرشِ کردگار پہنچایا۔ کفارِ ناہنجار نے جس وقت یہ حال دیکھا اور جاہ و جلالِ یاورانِ نیک افعال کا اس مرتبہ مشاہدہ کیا اور اس خودسر نے عمرؓ کے آکے کہا کہ "اے عمرؓ یہ کیا فتنہ دگر ہے اور اس گروہ پر شکوہ میں کیوں تیغ بکمر ہے"؟ عمرؓ نے یہ بات سن کر پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا اور بصد طیش کہا "اے نابکار، ہفوت شعار، اگر تم میں سے ایک نے بھی اس وقت اپنی جگہ سے حرکت کی یا کوئی بات بے جا زبان پر آئی۔ بخدا لایزال ایک کا سر بھی بدن پر نہ ہوگا"۔ بس دلاورانِ دینِ اصحابِ سید المرسلین مسجد میں آئے اور صفِ اسلام کو بنیتِ اقتدار جما کر برابر کھڑے ہو گئے۔ خطیبِ مسجدِ اقصیٰ حبیبِ کبریا نے قصدِ امامت کیا اور واسطے نیت نماز کے دست تابگوش پہنچایا۔

ے نبی گفت تکبیر چوں در حرم   فتادند اصنام بر روئے ہم

اور اہلِ شریر ہر چند دیکھتے تھے لیکن کسی کو مجالِ مقاومت نہ تھی"۔
(غزواتِ حیدری از شیعہ مجتہد صـ۴۲ وقائع دوم)

ایمانِ عمرؓ عقل کی کسوٹی پر:

فریقین کی معتبر کتب سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ جملہ صحابہ کرامؓ ترغیب و تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے۔ لیکن حضرت عمرؓ کو ایمان کے صحیح راستہ پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لانے کے لیے خود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو مجیب الدعوات کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ خدائے ذوالمنن نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا (اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً" (ابن ماجہ) کو شرفِ قبولیت بخشا۔ حضرت عمرؓ نے بارگاہِ نبوت میں حاضری دی، دولتِ ایمانیہ سے مالا مال ہوئے اور علانیہ طور پر کعبۃ اللہ میں نماز ادا کی، اگر ایمانِ عمرؓ میں کمی، نفاق، یا طمع نفسانی کے دخول کا تصور ذہن میں لایا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، سعی و کوشش اور خدائے ذوالمنن کی عطا و بخشش کے ضیاع اور رائیگاں ہو جانے کا خدشہ ہے۔ پھر طمع نفسانی کا سوال وہاں پیدا ہوتا ہے، جہاں خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لیے ہر چیز موجود ہو۔ مگر یہاں؛ —— منافقانہ ایمان صرف حصولِ مال و زر اور جاہ و حشمت کے لیے ہو سکتا ہے! مگر اس وقت نبی علیہ السلام نہ ملک عرب کے بادشاہ تھے، نہ اقتدارِ ملک کی باگ ڈور آپؐ کے ہاتھ میں تھی، نہ افواجِ قاہرہ نہ سامانِ حرب، اس وقت تو خود مسلمان مجبور و مقہور، سر چھپانے کے لیے پہاڑ کی تلی میں واقع دارِ ارقم میں محصور، تمام ملکِ عرب دشمن اور اہلِ عرب خون کے پیاسے، جملہ مسلمانوں کی تعداد بشمول مرد و زن ۳۹ اور عرب کے باشندگان لاتعداد! —— پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے تجربہ کار انسان صرف حصولِ مال و زر کے لیے ایمان لائے؟ فافہم و تدبر!

ہجرتِ عمرؓ :

فریقین کی کتب تواریخ و سیر اس بات پر متفق ہیں کہ ۱۳ نبوی میں اہلِ مدینہ کی عقبۂ ثانیہ کی بیعت کے بعد قریش کے ظلم و ستم نے مسلمانوں پر ملکی رہائش تنگ کر دی۔ اکثر مسلمان بحکم و اجازتِ نبوی حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔ باقی ماندہ کو بھی نبی کریم علیہ التحیۃ و السلام نے جانی اور ایمانی دولت بچانے کی عام اجازت دے دی تھی کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ مگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی علیہ السلام نے خصوصی طور پر فرمایا کہ وہ ان اجازت یافتگانِ ہجرت سے پہلے مدینہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر وہاں اقامت اختیار کریں اور مسلمان مہاجرین کی جمعیتِ خاطر کا سبب بنیں۔ مسلمانوں سے جس طرح بھی بن پڑا مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق "مہاجرین میں سب سے پہلے مدینہ پہنچنے والے حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن امِ مکتومؓ نے قدم رنجہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ بیس سواروں کے ہمراہ رونق افروز ہوئے۔ انصار نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت فرمایا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "وہ میرے پیچھے تشریف لانے والے ہیں۔" (بخاری عنوان النجابہ)

اس روایت میں ناموں کی تفصیل نہیں۔ البتہ ابنِ ہشام نے بعض مہاجرین صحابہؓ کے نام درج کئے ہیں، جو یہ ہیں:

۱۔ حضرت زید بن خطاب۔ ۲۔ حضرت سعید بن زید بن خطاب۔ ۳۔ خنیس بن حذیفہ سہمی ۴۔ حضرت عبداللہ بن سراقہ۔ ۵۔ عمر بن سراقہ۔ ۶۔ واقد بن عبداللہ تمیمی۔ ۷۔ خولی بن ابی خولی ۸۔ مالک بن ابی خولی۔ ۹۔ ایاس بن بکیر۔ ۱۰۔ عامر بن بکیر۔ ۱۱۔ خالد بن بکیر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ یہ سب حضرت عمر فاروقؓ کے رشتہ دار اور دوست واحباب تھے۔ (الفاروق ص۱۰ مطبوعہ دہلی)

حضرت علیؓ کا فرمان:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی، لیکن حضرت عمرؓ نے جب ہجرت کا قصد فرمایا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار، دوسرے میں تلوار اور پشت پر کمان لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے، سات مرتبہ طواف فرمایا، دو رکعت نماز مقامِ ابراہیمؑ کے پاس کھڑے ہو کر پڑھی۔ پھر سردارانِ قریش کے حلقۂ احباب میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا: "تمہارے منہ کالے ہوں، جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو، وہ آکر مجھ سے مقابل ہو۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو روکتا۔" (رضی اللہ عنہ) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ تاریخِ اسلام۔ اکبر شاہ نجیب آبادی ص۲۲۵، عنوان النجابہ ص۱ ابن عساکر۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے ہر کام میں دلیری، ہوشمندی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار ہوتا ہے۔ کفر میں بڑے جابر، جب اسلام لائے تو زبردست، راہِ خدا میں ہجرت کی تو بڑی دلیری سے، راہِ خدا میں ملامت سنی تو بڑی جرأت سے، غرضیکہ حضرت عمرؓ سے متعلق ہر واقعہ زبانِ حال سے حضرت علیؓ کے اس قول کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ حضرت عمرؓ ارادہ کی پختگی، ہوشمندی اور دلیری سے پُر ہیں۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص۲۶۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

"كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَكَانَتْ هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَتْ إِمَامَتُهُ رَحْمَةً" (عنوان النجابہ، ص۳)

یعنی "حضرت عمرؓ کا اسلام گویا ایک فتح تھی۔ آپؓ کی ہجرت نصرتِ اسلام اور آپؓ کی امامت رحمتِ الٰہی تھی۔"

اسی مقام پر حضرت حذیفہؓ کا بیان بھی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُقْبِلِ لَا يَزْدَادُ إِلَّا قُرْبًا فَلَمَّا قُتِلَ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُدْبِرِ لَا يَزْدَادُ إِلَّا بُعْدًا"

"جب حضرت عمر فاروقؓ ایمانی دولت سے بہرہ ور ہوئے تو اسلام بمنزلہ ایک اقبال مند آدمی کے ہو گیا اور ہر قدم پر ترقی کرتا گیا اور جب آپؓ کی شہادت ہوئی تو اسلام کے اقبال میں کمی آ گئی اور ہر قدم پیچھے ہی ہٹتا گیا۔"

جہادِ عمرؓ:

الشیخ مصطفیٰ بن محمد رافعی نے اپنی مایہ ناز کتاب "عنوان النجابہ فی معرفۃ من مات بالمدینۃ من الصحابہ" میں باختصارِ الفاظ جملہ تواریخ و سیر اور احادیث کا اجمالی خاکہ اس طرح پیش کیا ہے کہ:

"شَهِدَ عُمَرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَبَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَخَيْبَرَ وَالْفَتْحَ وَحُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَتَبُوكَ وَسَائِرَ الْمَشَاهِدِ وَكَانَ شَدِيدًا عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ وَهُوَ الَّذِي أَشَارَ بِقَتْلِ أُسَارَى بَدْرٍ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى وَفْقِ قَوْلِهِ فِي ذٰلِكَ وَكَانَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عُمَرُ مِمَّنْ ثَبَتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ

جنگِ بدر :

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو جنگِ بدر کا معرکہ ہوا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کے خاندان میں سے اس جنگ میں بارہ[1] آدمی شریک تھے۔ جنگ میں شہید ہونے والے سب سے پہلے مجاہد حضرت عمرؓ کے غلام مہجعؓ تھے۔ قریش کو ہزیمت فاش ہوئی اور ستر[2] آدمی زندہ گرفتار ہوئے۔

بَدْرٍ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی وَفْقِ قَوْلِہٖ فِیْ ذٰلِکَ وَکَانَ عُمَرُ مِمَّنْ ثَبَتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ۔"

یعنی "حضرت عمرؓ بن الخطاب جنگِ بدر، جنگِ احد، جنگِ خندق، بیعتِ رضوان، جنگِ خیبر، فتحِ مکہ، جنگِ حنین، جنگِ تبوک، غرضیکہ ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ کفار اور منافقین پر آپؓ بہت زیادہ سخت تھے۔ آپؓ نے ہی جنگِ بدر کے قیدی کفار کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔ اور آپؓ کے اس مشورہ کے مطابق قرآن مجید کا نزول بھی ہوا تھا۔ آپؓ جنگِ احد کے دن نبی علیہ السلام کی حفاظت کے لئے ثابت قدم رہے۔"

اسیرانِ بدر کے متعلق حضورؐ کا مشورہ طلب کرنا :

ان اسیرانِ بدر کے متعلق نبی علیہ السلام نے صحابہؓ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ صحابہ کرامؓ نے مختلف رائیں دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے تھی کہ یہ اپنے بھائی بند ہیں، ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ مگر حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ اسلام کے معاملہ میں رشتہ داری اور قرابت کو کوئی دخل نہیں۔ ان سب کو قتل کر دینا چاہیئے اور ہر آدمی اپنے ہی قریبی رشتہ دار کو قتل کرے۔ حضرت علیؓ اپنے بھائی عقیلؓ کو قتل کریں اور حضرت حمزہؓ اپنے بھائی عباسؓ کو قتل کریں۔ نبی کریم صلی

---

[1] حضرت زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابی خولی، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عامر بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت مالک بن ابی خولی، حضرت سراقہ، حضرت عمرؓ کا غلام حضرت مہجع (رضی اللہ عنہم)

[2] ان میں اکثر قریش کے بڑے بڑے سردار تھے۔ جیسے حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ بن ابی طالب، حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع، حضرت ولیدؓ بن ولید۔ وغیرہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم نے شانِ رحمت کے اقتضا سے حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند کی اور ان اسیرانِ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔" (الانفال، آیت ۶۷-۶۸)

کہ "نبی کی شان کے یہ بات شایاں نہیں کہ آپ کے قبضے میں قیدی باقی رہیں، جب تک کہ وہ ملک میں خوب خونریزی نہ کر لیں۔ تم لوگ دنیاوی مال ومتاع کے خواہاں ہو جبکہ اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اگر وہ بات نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے لکھی جا چکی تھی تو اس فدیہ کی پاداش میں، جو تم نے بدر کے قیدیوں سے لیا ہے، تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا۔"

شیعہ کتب میں حضرت عمرؓ کا مشورہ:

حضرت عمرؓ بن خطاب کا یہ مشورہ شیعہ کتب میں اس طرح مذکور ہے:

کہ "اس پہلی جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ ستر کافر میدانِ جنگ میں مقتول ہوئے اور ستر زندہ گرفتار ہوئے اور باقی ایسے بھاگے کہ مکہ شریف پہنچ کر ہی دم لیا۔ ان اسیرانِ جنگ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "میری تو یہ رائے ہے کہ ان قیدیوں کے اندر، ہم میں سے جو جس کا عزیز ہے، وہی اس کو قتل کرے۔ تاکہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور رسولؐ کی محبت، فرابتداری کے معاملہ میں بہت زیادہ ہے اور اسلام کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔" (ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان، منہج الصادقین، الفاروق علامہ شبلی نعمانی صفحہ ۲۱، تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی، صفحہ ۱۵۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فضیلتِ عمرؓ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ کی فضیلت ان چار باتوں سے آشکارا ہے :

اوّل ، اسیرانِ بدر کے قتل کا مشورہ دیا اور آیت "لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ" کا نزول ہوا۔

دوم ، امہاتؓ المؤمنین کو پردہ کرنے کے لئے کہا اور آیتِ پردہ نازل ہوئی۔

سوم ، نبی علیہ السلام کا حضرتِ عمرؓ کے اسلام سے متعلق دعا کرنا اور قبول ہونا۔

چہارم ، سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کرنا۔" (تاریخِ اسلام ، از نجیب آبادی صفحہ ۳۲۶)

حضرت عمرؓ بن الخطاب بدری صحابی ہیں۔ جبکہ بدری صحابہؓ کے متعلق نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

"لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ شَہِدَ بَدْرًا۔" (ابن ماجہ)

"بدری اصحاب میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔"

ایک مقام پر جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں کو "مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ" قرار دیا۔ (صحیح بخاری)

نیز مجمع البیان میں ہے کہ :

"ایشاں بہترین مرد ماں ہستند"

"یہ" وہ نہایت ہی قابلِ تعریف ہستیاں ہیں۔"

غیرتِ دین کا ایک واقعہ : ایک دفعہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی اور وہ یہ کہ نبی علیہ السلام نے حکم فرمایا ، "معاہدہ شکن قریش کو ہماری تیاری کا پتہ نہ چلے۔" یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا تھا۔ حضرت حاطبؓ نے ایک عورت کے ذریعہ خفیہ طور پر اہلِ مکہ کو اس پروگرام سے خبردار کرنا چاہا مگر بذریعہ وحی نبی علیہ السلام کو اطلاع ہو گئی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ ، حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو بھیج کر اس عورت سے وہ رقعہ حاصل کر لیا۔ جب رسول اللہ

مستفاد از الفاروقؓ ، علامہ شبلی ، مطبوعہ دہلی ۱۹۳۵ء ، ص ۲۰ ، جلد اوّل و طبری۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی خدمتِ اقدس میں حاطبؓ کو جواب دہی کے لئے طلب کیا گیا، تو اتفاقاً حضرت عمرؓ بن خطاب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ غیظ و غضب میں آکر یوں گویا ہوئے:

"اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

منافق کے الفاظ سن کر نبی علیہ السلام چونک پڑے۔ فرمایا، "اے عمرؓ! یہ تم نے کیا کہہ دیا؟ حاطبؓ تو اہلِ بدر میں سے ہے۔" پھر فرمایا:

"وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔" (بخاری، ابوداؤد، خلاصہ المنہج اور مجمع البیان طبرسی میں بھی یہ روایت موجود ہے)

"اور تمہیں کیا معلوم، شاید اللہ کریم نے بدریوں پر توجہ مبذول فرما کر کہہ ہی دیا ہو کہ" اے اہلِ بدر جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

اسی جنگِ بدر میں سردارِ قریش عاص بن ہشام بن مغیرہ، جو حضرت عمرؓ کا ماموں تھا، حضرت عمرؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ (ابن جریر، ص ۵۰۹، الفاروق ص ۲۲، الاستیعاب لابن عبدالبر)

جنگِ اُحد: شوال ۳ھ بروز ہفتہ غزوۂ احد وقوع پذیر ہوا۔ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ فوج کے عقب پر متعین کیا کہ ادھر سے کافر حملہ آور نہ ہوں۔ سب سے پہلے حضرت زبیرؓ نے اپنی فوج کو لے کر حملہ کیا اور قریش کے میمنہ کو شکست دی۔ پھر عام جنگ ہوئی۔ حضرت علیؓ، حضرت ابودجانہؓ دشمن کی فوج میں گھس گئے اور صفیں الٹ دیں۔ فتح کے بعد مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے، تو تیر اندازوں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالدؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے عقب سے بڑا زور دار حملہ کیا۔ مسلمان چونکہ ہتھیار ڈال کر مالِ غنیمت کے اکٹھا کرنے میں مصروف تھے۔ اس اچانک حملہ کو روک نہ سکے۔ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں اور تیروں کی بارش کر دی۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے اور پیشانی پر زخم آیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رخساروں میں مغفر کی کڑیاں چبھ گئیں اور آپ ایک گڑھے میں گر گئے۔ دفعتہً یہ افواہ گرم ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اس افواہ نے مسلمانوں کے استقلال کو متزلزل اور دلوں کو مجروح کر دیا۔ اور ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ سراسیمہ ہو کر رہ گیا۔ بعض صحابہؓ نے ہتھیار ڈال دیئے کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ؟ لیکن حضرت انس بن نضرؓ نے فرمایا: "مسلمانو! اب جینے سے کیا فائدہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لڑ کر شہید ہو جاؤ، زندہ رہ کر کیا کرو گے؟"

(تلخیص از الفاروق ص۲۲ جلد اول، تاریخ اسلام از نجیب آبادی ص۱۶۶، جلد اوّل)

قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمرؓ کی زبان میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:

"حضرت انس بن نضرؓ میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری؟" میں نے کہا "میرے خیال میں آپ شہید ہو چکے ہیں۔" حضرت انسؓ نے کہا کہ "رسول اللہ شہید ہو چکے ہیں مگر خدا تو زندہ ہے۔" یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی، اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کر لی۔" (کتاب الخراج، لابی یوسف ص۲۵)

اور ابن ہشام میں ہے کہ:

"اس واقعہ میں حضرت انس بن نضرؓ نے ستر زخم کھائے۔ اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ"

"خدا کے بندو، میری طرف آؤ، میں خدا کا رسول ہوں۔"

حضرت کعب بن مالکؓ نے بھی بلند آواز سے کہا کہ "مسلمانو، خوش ہو جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔" اس آواز کا سننا تھا کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے۔ کفار کو بھی اس آواز نے خبردار کر دیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ صفوں کو چیرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ ادھر کفار کی پوری طاقت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر حملے میں مصروف ہونے لگی۔ کیونکہ ان کا آخری حربہ یہی تھا کہ رسولِ خدا کو ختم کر دیا جائے تو اسلام خود بخود ختم ہو جائے گا۔" (تاریخ اسلام، نجیب آبادی، فتح الباری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصری ص۲۷۲)

علامہ شبلی نعمانی جنگ احد کے تمام اختلافات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"یہ امر تمام روایتوں سے ثابت ہے کہ سخت بے رحمی کی حالت میں بھی حضرت عمرؓ میدانِ جنگ سے نہیں ہٹے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہوا تو فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچے۔"

طبری اور ابن ہشام میں ہے کہ :

"جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، تو آنحضرتؐ کے پاس پہنچے۔ آپؐ لوگوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت طلحہؓ بن عبد اللہ، حضرت زبیر بن عوامؓ، اور حضرت حارثؓ تھے۔"

(الفاروق، مطبوعہ دہلی ص۲۳ جلد اول)

شیعہ کتب بھی اس پر ناطق ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب میدانِ اُحد میں ثابت قدم رہے۔ چنانچہ ابو القاسم بلخی نے ذکر کیا ہے کہ :

"اَنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ اِلَّا ثَلٰثَۃَ عَشَرَ نَفَرًا خَمْسَۃٌ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَثَمَانِیَۃٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَمَّا الْمُہَاجِرُوْنَ فَعَلِیٌّ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَ طَلْحَۃُ" (تفسیر مجمع البیان ص۲۴ و ص۲۱۶)

کہ "اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ شخصوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ پانچ مہاجرین تھے اور آٹھ انصاری، مہاجرین میں سے حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔"

علامہ بلاذری نے انساب الاشراف میں دو روایتیں حضرت عمرؓ بن خطاب کے میدانِ اُحد سے فرار کے متعلق عباس بن عبد اللہ الباکسائی اور غیض بن اسحاق کی سند سے نقل کی ہیں۔ مگر یہ اصولِ روایت کے اعتبار سے بھی غیر معتبر ہیں اور درایۃً بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ عباس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور عیض دونوں مجہول ہیں۔ (الفاروق صفحہ ۲۱)

بنی علیہ السلام بمعہ تیس صحابہ پہاڑ پر تشریف فرما تھے۔ خالد ایک فوج کا دستہ لے کر خدا کی طرف بڑھے، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "خدایا! یہ لوگ یہاں نہ آنے پائیں" حضرت عمر نے بمعہ چند مہاجرین وانصار کے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا۔ ابوسفیان، سالار قریش نے درہ کے قریب پہنچ کر پکارا کہ "اس گروہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا نہیں؟ آپ نے اشارہ فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے۔ اسی طرح اس نے حضرت ابوبکر اور عمر فاروق کا نام لیا۔ جواب نہ آنے پر اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ سب قتل ہو چکے ہیں؟" اس حضرت عمر کو تاب نہ رہی اور زور سے پکارے، "او دشمن خدا! ہم سب زندہ ہیں۔" ابوسفیان نے کہا، "اُعْلُ هُبَلُ" "اے ہبل بلند ہو۔" نبی علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا جواب دو "اَللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَجَلُّ" "خدا بلند و برتر ہے۔" (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سیرت ابن ہشام صفحہ ۵۰۲، تاریخ طبری صفحہ ۱۴۱، الفاروق صفحہ ۲۴، تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۱۶۸، جلد اول)

جنگِ خندق: شوال ۵ھ میں ابوسفیان کی سپہ سالاری میں سیلاب کفر نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر "سلع" کے آگے ایک خندق تیار کرائی۔ کفار ایسی تدبیر سے بالکل ناآشنا تھے۔ مجبوراً محاصرہ کرکے ہر طرف فوجیں پھیلا دیں اور رسد وغیرہ بند کردی۔ محاصرہ ایک ماہ برابر رہا۔ کبھی کبھار کافر خندق میں آکر حملہ آور ہوتے لیکن نبی علیہ السلام نے اس غرض سے خندق کے اوپر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اکابر صحابہ کو متعین فرمادیا تھا کہ دشمن ادھر سے نہ آنے پائے۔ ایک حصہ پر حضرت عمر بن خطاب بھی متعین تھے۔ یہاں ان کے نام کی ایک مسجد بھی موجود ہے۔ عمرو بن عبدود عرب کا مشہور بہادر، پانسو بہادروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، حضرت علی کے ہاتھوں مارا گیا۔ قتل عمرو بن عبدود کے بعد کفار میں بددلی پھیل گئی۔ ادھر حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حکمتِ عملی سے یہود اور قریش میں پھوٹ ڈال دی۔ المختصر کفار کا ابرِ سیاہ جو مدینہ کے افق پر چھا گیا تھا ذرہ ذرہ چھٹتا گیا اور چند دن کے بعد مطلع صاف ہو گیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفاروق، شبلی نعمانی، مطبوعہ دہلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ :

۶ھ میں نبی علیہ السلام بمعہ چودہ سو صحابہؓ بقصدِ زیارتِ کعبۃ اللہ غیر مسلح ہو کر ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح چلنا درست نہیں، چنانچہ آپؐ نے مدینہ منورہ سے ہتھیار منگوالئے ابھی مکہ مکرمہ دو منزل دور تھا کہ مکہ مکرمہ سے بشر بن سفیان نے آکر اطلاع دی کہ قریش مکہ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو سفیر بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے عزیز و اقارب مکہ میں موجود ہیں، ان کو بھیجنا مناسب ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو سفیر بنا کر بھیج دیا۔ قریش مکہ نے حضرت عثمانؓ کو چند دن روک لیا ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ نبی علیہ السلام نے یہ سنتے ہی تمام صحابہؓ سے بیعت جہاد لی۔ ان میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں غزوہ حدیبیہ کے تحت مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے قبل از بیعت ہتھیار لگا لئے تھے اور لڑائی کے لئے مکمل تیار تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بتلانے پر حضرت عمرؓ بن خطاب نے نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے ہاتھ کو نبی علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے رکھ دیا تاکہ نبی علیہ السلام کا ہاتھ تھکنے نہ پائے۔

اس واقعہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں یوں فرمایا ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ (الآيۃ)"!

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے خوش ہوا، جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کر رہے تھے اور جو خلوص ان بیعت کرنے والوں میں تھا خدا کو وہ بھی معلوم تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں میں اطمینانِ قلب پیدا کر دیا۔" (کشف الرحمان ص ۸۱۹/۲، سورہ فتح)

نبی علیہ السلام نے درخت کے نیچے بیعت کنندگان کو مخاطب کر کے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ"(بخاری)

ابو داؤد میں ہے کہ:

"لَا یَدْخُلُ النَّارَ مِمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔"

"درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

اور تفسیر مجمع البیان شیعہ میں ہے کہ:

"بیعت کرنے والے لوگ بہترین ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

(خلاصۃ المنہج تفسیر قمی وصافی بحوالہ مجمع البیان)

جنگِ خیبر: ۷ھ میں خیبر کا مشہور معرکہ پیش آیا۔ اس معرکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ جب مرحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا تو معرکہ خیبر بھی ختم ہوا۔ خیبر کی زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم کر دی۔ چنانچہ زمین کا ایک ٹکڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے اس ٹکڑے (ثمغ) کو راہ خدا میں وقف کر دیا۔ صحیح مسلم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ (ملاحظہ ہو باب الوقف صحیح مسلم)

تاریخ اسلام میں یہ پہلا وقف ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے عمل میں آیا۔

اسی سال نبی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ حضرت عمر بن خطاب کی آمد سن کر لوگ بھاگ گئے اور کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص۲۰۳، الفاروق ص۲۹)

فتح مکہ اور حنین: ۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ دس ہزار کا لشکر جرار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل ہیں۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو مکہ کے قریب پہنچ کر نبی علیہ السلام نے فوج کا ایک دستہ دے کر طلایہ گردی پر مامور فرمایا کہ دشمن شبخون نہ مار سکے۔ (تاریخ اسلام ص۲۱۵)

اسی سال غزوہ حنین کا معرکہ پیش آیا۔ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں، مسلمانوں نے پہلے حملہ میں ہوازن کو بھگا دیا۔ جب مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوئے، تو ہوازن نے حملہ کر دیا۔ اور اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی اور بارہ ہزار آدمیوں میں سے معدودے چند کے ماسوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باقی سب بھاگ نکلے۔ اور اس معرکہ میں جو ثابت قدم رہے ان کا نام خصوصیت سے لیا گیا ہے اور حضرت عمرؓ بن خطاب بھی ان میں شامل ہیں۔ کتاب المغازی لمحمد بن اسحاق میں ہے:

"وبا پیغمبر چندتن از مہاجرین وانصار واہل بیت باز ماندہ بودند، مثل ابوبکرؓ و علیؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما"

لڑائی کی صورت بگڑ کر پھر بن گئی۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور ہوازن کے چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔

قیصر روم: ۹ھ میں قیصر روم کی طرف سے عرب پر حملہ آور ہونے کی اطلاع پا کر نبی علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ یہ تنگی اور عسرت کا زمانہ تھا نبی علیہ السلام نے لوگوں کو اعانت کی ترغیب دلائی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کے تمام مال و اسباب کا نصف حصہ لا کر پیش خدمت کیا اور خود بنفس نفیس شریک جنگ ہوئے۔

وفاتِ پیغمبر: ۲۹ صفر ۱۱ھ کو نبی علیہ السلام مرض الموت میں صاحبِ فراش ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو بوقتِ چاشت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں انتقال فرمایا۔ جب آپؐ کی وفاتِ حسرت آیات کا روح فرسا اور جانگداز واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر بن خطابؓ کے، ازراہ محبت وعقیدت، اوسان خطا ہو گئے۔ چنانچہ برہنہ تلوار ہاتھ میں لی اور فرمایا جو شخص کہے گا کہ نبی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر سے تشریف لائے، چہرۂ انور سے چادر ہٹائی، پیشانی پر بوسہ دے کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے عام صحابہؓ بمعہ عمر بن خطابؓ کو مکمل یقین ہوا کہ نبی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

تنازعہ خلافت: ابھی صحابہ کرامؓ تکفین وتدفین کے متعلق سوچ رہے تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار کا اجتماع برائے خلافت منعقد ہوا۔ حضرت عمر بن خطابؓ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"بَيْنَمَا نَحْنُ فِي مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللهِ إِذَا رَجُلٌ يُنَادِي مِنْ وَّرَاءِ الْجِدَارِ اَنِ اخْرُجْ إِلَيَّ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ إِلَيْكَ عَنِّي فَاَنَا عَنْكَ شَاغِلٌ، يَعْنِي بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ، فَاِنَّ الْاَنْصَارَ اجْتَمَعُوْا فِي سَقِيْفَةِ بَنِي

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَاعِدَةَ فَادْرِكُوْاهُمْ اَنْ يُحْدِثُوْا اَمْرًا يَكُوْنُ فِيْهِ حَرْبٌ فَقُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْطَلِقْ !" (فتح الباری ص۲۳)

"ہم نبی علیہ السلام کے خانہ مبارک میں بیٹھے تھے کہ اچانک۔۔ دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دی، "اے خطابؓ، ذرا باہر آؤ" میں نے کہا، "چلو ہٹو، ہم لوگ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہیں" اس نے کہا، "ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار اکٹھے ہوئے ہیں، جلد پہنچ کر ان کی خبر لو۔ ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی باتیں کر بیٹھیں جس سے لڑائی چھڑ جائے" اس وقت میں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ "چلو !" (مسند ابو یعلیٰ و فتح الباری ص۲۳ بحوالہ الفاروق شبلی نعمانیؒ ص ۳۲ جلد اول، مطبوعہ دہلی)

حضرت فاطمہؓ کے گھر اجتماع :

دوسری طرف حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر میں بنو ہاشم کا اجتماع ہوا۔ یہ بھی خلافت کے مدعی تھے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت ہے

" حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ اَنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَمْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلَى اَبِيْ بَكْرٍ"

(فتح الباری، الفاروق ص ۳۳ ج ۱)

"جب اللہ کریم نے اپنے پیغمبرؐ کو اٹھا لیا تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علیؓ زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے بھی ہماری مخالفت کی جبکہ مہاجرین حضرت ابو بکرؓ کے پاس جمع ہوئے ــــ تاریخ طبری میں ہے کہ :

وَاَنَّ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا تَخَلَّفُوْا فِيْ بَيْتِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفَ عَلِيٌّ وَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَبَيْرُ وَاَخْرَطَ الزُّبَيْرُ سَيْفَهُ وَقَالَ لَا اَغْمِدُهُ حَتّٰى يُبَايَعَ عَلِيٌّ" (طبری ص۱۸۰۲ بحواله الفاروق ص۲۴)

"علیؓ اور زبیرؓ بمعہ اپنے رفقاء حضرت فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے علیحدگی اختیار کی۔ اور زبیرؓ نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا کہ جبتک علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے میں تلوار کو میان میں نہ ڈالوں گا"

المختصر حضرت ابوبکر الصدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے اور وہاں "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" کی صدائے امت کو اختلافات کی خلیج سے نکال کر کنارے آلگایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے کی۔ جیساکہ گذشتہ اوراق میں "فضیلتِ عمرؓ" کے عنوان سے گزر چکا ہے۔

خلافتِ صدیقؓ:

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے حضرت عمر بن خطابؓ نے مشیرِ اعلیٰ کی حیثیت سے خلافتِ صدیقی میں اہم حصہ لیا۔ اور مندرجہ ذیل امور میں صدیقِ اکبرؓ کی معاونت فرمائی:

۱۔ مرتدینِ عرب اور مدعیانِ نبوت کا خاتمہ۔

۲۔ منکرینِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کو دوبارہ ان فرضوں کا پابند کرنا۔

۳۔ ایران و روم کی زبردست، قدیم اور سامانِ جنگ سے آراستہ سلطنتوں کے ساتھ ٹکر لینا۔

۴۔ عراق اور شام کا کچھ حصہ مفتوح کرنا۔ یہ جملہ امور حضرت عمرؓ کی شرکت سے سرانجام پائے۔ جیساکہ کتب تواریخ و سیر اُن پر ناطق ہیں۔

استخلافِ عمرؓ اور وفاتِ صدیقؓ:

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو مرض الموت میں صاحبِ فراش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو آپؓ نے اکابرین صحابہؓ کو بلا کر اپنے اس ارادے کا اظہار فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ "آپ کا ارادہ نیک ہے، حضرت عمرؓ کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے" جبکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عمرؓ کے مزاج میں سختی کی شکایت کی۔ تاہم حضرت عمرؓ کی قابلیت کا اعتراف بھی کیا۔ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے بدلائل ان کو مطمئن کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر وصیت نامہ لکھوایا۔ جس میں حضرت عمر بن خطابؓ کی تقرری بطور خلیفہ مندرج تھی۔ پھر وہ وصیت نامہ مجمع عام میں پڑھکر سنایا گیا اور خود حضرت ابوبکر صدیقؓ بحالتِ شدتِ مرض مجمع کو خطاب کرتے ہوتے یوں گویا ہوئے:

"لوگو میں نے اپنے کسی عزیز، رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ ہی اپنی رائے سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ بلکہ تم میں سے صاحب الرائے حضرات کے مشورہ سے ان کو خلیفہ بنایا گیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی ہو؟!

سب نے "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کی صدا بلند کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر چند مؤثر اور مفید نصیحتیں فرمائیں، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے عمل اور دستور العمل کے طور پر کام آئیں (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۳۱۹، الفاروق ص ۲۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۲۲۔ جمادی الآخرۃ ۱۳ھ بروز دوشنبہ مابین مغرب و عشاء۔ اس دارِ فانی سے عالمِ بقاء کی طرف انتقال فرمایا اور شب انتقال ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔ (عشرہ مبشرہ)

شیعہ کتب:

۲۳۔ جمادی الآخرۃ بروز سہ شنبہ مدینہ منورہ میں تمام مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان میں حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ کتاب حدِ تحقیق مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۷ پر ایک طویل روایت ہے، جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

"جب حضرت صدیق اکبرؓ نے وصیت نامہ عوام و خواص کو بھجوایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

توحضرت علیؓ نے اس تحریر کو دیکھ کر فرمایا "یا لیت متن فیھا ولو کان عمرؓ" ـــــ نیز سورۃ تحریم زیر آیت "وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا" مرقوم ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری میں لونڈی ماریہ قبطیہ کے ساتھ خلوت اختیار کی توحضرت حفصہؓ کو معلوم ہو گیا۔ نبی علیہ السلام نے حضرت حفصہؓ کو منع فرمایا کہ عائشہؓ کو خبر نہ دینا کیونکہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا ہے:

"وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِيَةَ اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهٗ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ"۔ تفسیر مجمع البیان ص۳۴۳ مطبوعہ ۱۲۸۹ھ)

"نبی علیہ السلام نے ماریہ کو حرام قرار دینے کے بعد حضرت حفصہؓ کو خبر دی کہ میرے بعد ملکِ عرب کے خلیفہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ ہوں گے۔ رضی اللہ عنہما"

خلافتِ عمرؓ:

حضرت عمرؓ بن خطاب نے عنانِ حکومت سنبھالنے کے بعد بڑی دُور اندیشی اور ہوشمندی سے کام کا آغاز کیا۔ عراق وشام کے علاقہ میں مجاہدین کی جنگیں جاری تھیں، آپؓ نے تمام توجہ اس طرف مبذول فرمائی۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایرانی لشکر مسلمانوں کے استیصال کے لیے جمع ہوا۔ ادھر خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن خطاب نے پورے ملکِ عرب میں عام اعلانِ جہاد کیا اور خود بنفسِ نفیس اس جنگ میں شرکت کا اعلان فرمایا۔ اسلامی فوج میں یہ خبر انتہائی خوشی اور مسرت کا باعث بنی اور مسلمانوں میں ایک جوش، نیا ولولہ پیدا ہوا کہ خلیفۃ المسلمین خود سپہ سالار بن کر جارہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر خلافت کے کاروبار ان کے سپرد کر دیے۔ (الفاروق ص ـــ تاریخ اسلام نجیب آبادی ص۲۴۴)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشورہ دیا کہ خلیفۃ المسلمین کا مدینہ منورہ میں رہنا زیادہ مناسب ہے۔ اگر کسی سردار کی نگرانی میں شکست آگئی تو خلیفۃ المسلمین تدارک کر سکتے ہیں۔ اور اگر خلیفۃ المسلمین کو میدانِ جنگ میں زخم چشم پہنچے گا تو مسلمانوں کے کام کو سنبھالنا بہت دشوار ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے اس مشورہ کو عملی جامہ پہنایا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی ماتحتی میں لشکر کو میدانِ قادسیہ کی طرف روانہ فرما کر خود مدینہ منورہ واپس آگئے۔ (ایضاً)

جنگِ روم: اسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ نے جنگِ روم میں سپہ سالار بن کر جانے کا مصمم ارادہ کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اِنَّكَ مَتٰى تَسِيْرُ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ فَلَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ رَجُلًا مُجَرَّبًا۔ الخ"

"اے عمرؓ، بیشک جب آپ بنفسِ نفیس ان دشمنوں کی طرف جائیں گے، پھر خدانخواستہ آپؓ کو صدمہ پہنچ جائے تو مسلمانوں کے لیے ملک کے آخری کنارہ تک کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ اور نہ ہی آپ کے بغیر کوئی مرجع ہے، جس کی طرف لوگ رجوع کریں۔ لہٰذا آپ کسی تجربہ کار شخص کو ان کی طرف روانہ کیجئے اور اس کے ساتھ آزمودہ کار اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجئے تاکہ اللہ کریم ان کو غلبہ عطا فرمائے اور یہی آپؓ کا مقصود ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ معاملہ برعکس ہوا تو آپ مسلمانوں کے لیے جائے پناہ اور مرجع ہیں۔" (ملاحظہ ہو، نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱۱)

جنگِ فارس:

اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ نے جنگِ فارس میں بھی بنفسِ نفیس شرکت کا پروگرام بنایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اے عمرؓ فتح و شکست کثرتِ لشکر اور قلتِ لشکر پر منحصر نہیں، بلکہ اللہ کریم کے اختیار میں ہے۔ وہ اللہ کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا اور یہ اس کا لشکر ہے جس کو اس نے تیار کیا اور اس کی خود امداد فرمائی۔ ہم لوگوں سے اللہ کریم کا وعدہ ہے اور اللہ کریم اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا۔ اور وہ اپنے لشکر کا مددگار ہے۔ خلیفہ کی حیثیت ہار کے دانوں میں دھاگے کی ہے، جو تمام دانوں کو ملائے ہوئے ہے۔ اگر دھاگہ کٹ جائے تو دانے منتشر ہو جائیں گے، پھر کبھی سارے اکٹھے نہیں ہوتے۔ اے عمرؓ!

" فَكُنْ قُطْبًا وَّاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اِنَّ الْاَعَاجِمَ اِنْ يَنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَدًا يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَاِذَا قَطَعْتُمُوْهُ اِسْتَرَحْتُمْ۔ الخ " (نہج البلاغہ مصری ص ۳۲۵ جلد اول)

یعنی آپ اس میخ کی مثل بن جائیں جو چکی کے درمیان میں ہوتی ہے۔ آپ اس غزوہ میں شرکت نہ کریں بلکہ اپنی فوج کو روانہ کر دیں۔ اگر آپ باہر تشریف لے گئے تو مختلف اطراف و اکناف سے دشمنانِ اسلام مدینہ پر حملہ کر دیں گے اور اس کی مدافعت ہمارے بس کی بات نہیں ہو گی۔ علاوہ ازیں آپ کی توجہ بھی دشمن کی بجائے دوسری طرف مبذول ہو جائے گی۔ پھر جب عجمی لوگ آپ کو میدانِ جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے " یہ شخص عرب کی جڑ ہے۔ اگر اس کو کاٹ ڈالو گے تو آرام پاؤ گے "۔ یہ خیال ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حملے کو سخت اور ان کی امیدوں کو مضبوط کر دے گا۔

نیز امام محمد باقرؒ زیر آیت "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" رقمطراز ہیں کہ:

"جس غلبہ کا ذکر اللہ کریم نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے، وُہ حضرت عمرؓ کی خلافت و امارت میں ہوا:

"فَلَمَّا غَزَا الْمُسْلِمُوْنَ الْفَارِسَ وَفَتَحُوْهَا فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ"

یعنی "جب مسلمانوں نے فارس سے لڑائی کی اور اس کو فتح کر لیا، تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر بڑے خوش ہوئے"

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

اِنَّمَا غَلَبَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْفَارِسَ فِیْ اٰمَارَۃِ عُمَرَ" (تفسیر صافی ص۴۰۶)

"یہ غلبہ مومنوں کا فارس پر حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوا!"

پھر اسی فتح فارس کی خوشخبری نبی علیہ السلام نے خندق کے موقع پر پتھر کو توڑتے ہوئے دی تھی، جس کو علامہ باقر مجلسی نے ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ابن بابویہ روایت کردہ است کہ چوں کلنگ اول را زد سنگ شکست و فرمودہ کہ اللہ اکبر کلید ہائے شام را خدا بمن داد، چوں کلنگ دیگر زد و ثلث دیگر را شکست و گفت اللہ اکبر کلید ہائے ملک فارس مدائن را مے بینم، چوں کلنگ سوم را زد باقی سنگ جدا شد گفت اللہ اکبر کلید ہائے یمن بمن دادند"

(حیات القلوب علامہ باقر مجلسی ص۳۷۶/۲)

ابن بابویہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے پہلا کلنگ، (لوہے کا ہتھیار) پتھر پر مارا تو آپؐ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے شام کی کنجیاں مجھے دے دیں" پھر دوسرا کلنگ مارا اور اللہ اکبر کہہ کر فرمایا کہ "میں فارس کے دار الخلافہ مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں" جب تیسرا کلنگ مارا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو باقی ماندہ پتھر اپنی جگہ سے جدا ہوا۔ اللہ اکبر کہہ کر فرمایا، "یمن کی کنجیاں مجھے دے دی گئیں۔"

سبحان اللہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر شام و فارس کے فتح ہونے کو اپنے ہاتھ میں ان کی کنجیاں دیے جانے کا فرما گئے۔ اور حضرت عمرؓ کی فتوحات خود نبی علیہ السلام اپنی طرف منسوب، فرما گئے!

حضرت علیؓ کا خط:

پھر حضرت علیؓ کے ایک خط سے ابوبکرؓ و عمرؓ کی شان نمایاں ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا تھا:

"عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ اَنَّ اللّٰہَ اجْتَبٰی لَہٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَعْوَانًا اَیَّدَھُمْ بِہٖ فَکَانُوْا فِیْ مَنَازِلِھِمْ عِنْدَہٗ عَلٰی قَدْرِ فَضَائِلِھِمْ فِی الْاِسْلَامِ وَ اِنَّ اَفْضَلَھُمْ کَانَ اَفْضَلَھُمْ فِی الْاِسْلَامِ کَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحَہُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ اَلْخَلِیْفَۃُ الصِّدِّیْقُ وَ خَلِیْفَۃُ الْخَلِیْفَۃِ الْفَارُوْقُ وَلَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ یَرْحَمُھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا"

(نھج البلاغۃ مصری تختی خورد ص۳، ص۸ شرح نھج البلاغۃ جزء ۳۱)

"حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں کے لیے اسلام کا مددگار پسند فرمایا اور اس کو طاقت دی پس یہ دونوں حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ بلحاظ مراتب اسلام میں بزرگ تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اسلام میں سب سے افضل، اللہ اور رسولؐ کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر۔ جیسا کہ تو نے بیان کیا، خلیفہ صدیق اور خلیفہ کے خلیفہ عمر فاروقؓ! اور میری زندگی گواہ ہے کہ ان دونوں کا مقام اسلام میں بہت بڑا ہے اور بتحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان کو اچھے کاموں کا بدلہ دے۔" آمین! رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ،

جعفر صادقؒ کا فرمان:

"سَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُخَالِفِيْنَ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمَا إِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَى الْحَقِّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"مخالفین میں سے ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق امام جعفر صادقؒ سے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ:

"وہ دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) عادل، منصف، امام تھے۔ وہ دونوں حق پر رہے اور حق پر انہوں نے وفات پائی۔ پس ان دونوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔" (احقاق الحق ص ۱۶)

پھر مدائن کے مال غنیمت میں شہزادی شہر بانو کا آنا اور حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کے مشورہ سے اس شہزادی کا حضرت حسینؓ سے نکاح کرنا، اور حق مہر بیت المال سے ادا کرنا شیعہ حضرات کی معتبر کتب مثل اصول کافی، منتہی الآمال جلد دوم، جلاء العیون صفحہ ۲۲۹ سے ثابت ہے۔ اگر خلافت عمرؓ غیر حقہ اور غاصبانہ تھی تو یہ نکاح کیسے درست ہو سکتا ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت زین العابدین علی بن حسینؓ، شہزادی شہر بانو کے فرزند ارجمند ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شجرۂ نسب:

پھر شجرہ نسب ملاحظہ کیا جائے تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) نبی علیہ السلام کے یک جدی اور یک قوم تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رشتے کیے، بعض حضرات کو دیے اور بعض حضرات سے لیے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ

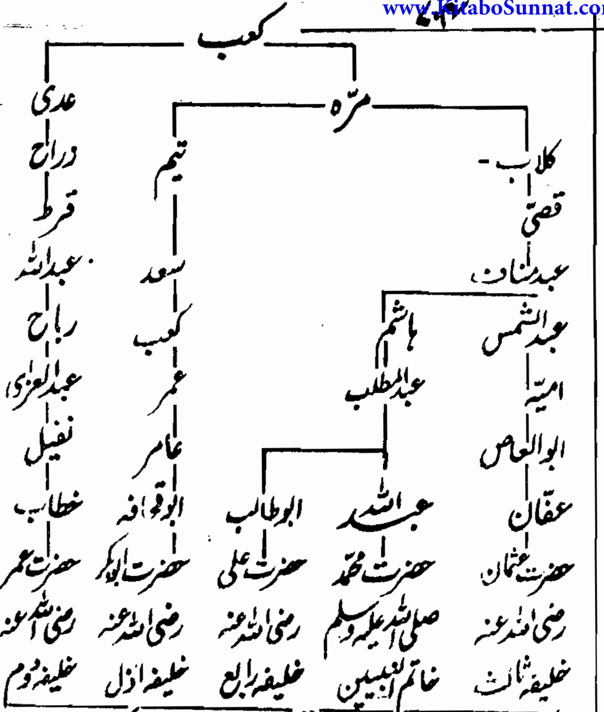

وسلم کو ان کے اخلاص وایمان اور پاکی وطہارت، کا پورا پورا الیقین اور اعتماد تھا کہ حضرات اربعہؓ نہایت کامل الایمان، مطیع وفرمانبردار اور جانثار تھے۔ اور نبی علیہ السلام کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ سے جملہ اہلِ ایمان میں ممتاز تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین!

تزویجِ ام کلثومؓ بنتِ علیؓ:

پھر شیعہ سنی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی حضرت امِ کلثومؓ، حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں۔ چنانچہ مورخِ اسلام علامہ شبلی نعمانی الفاروقؓ کے صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ دہلی طبع سوم پر رقمطراز ہیں کہ:

"آخری عمر میں ان کو خیال ہوا کہ خاندانِ نبوت سے تعلق پیدا کریں، جو مزید شرف وبرکت کا سبب تھا، چنانچہ جناب امیر علیؓ سے حضرت امِ کلثومؓ کے لیے درخواست کی۔ جناب ممدوح نے پہلے حضرت ام کلثومؓ کی صغرسنی کے سبب انکار کیا، لیکن حضرت عمرؓ نے زیادہ تمنا ظاہر کی کہ اس سے مجھے حصولِ شرف مقصود ہے، تو جناب امیر نے منظور فرمایا اور ۱۷ھ

---

۱ الاستیعاب لابن عبدالبر ص ۷۸۳ ذکر حضرت امّ کلثوم بنت فاطمہؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح ہوا۔"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ وُلِدَتْ قَبْلَ وَفَاتِ جَدِّهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُمَرُ عَلٰى صَدَاقِ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَوَلَدَتْ لَهٗ زَيْدًا وَرُقَيَّةَ وَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهٗ بِعَوْنِ بْنِ جَعْفَرٍ۔" (تجرید اسماء صحابہ صفحہ ۳۵/۸)

"حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ بن ابی طالب، جو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بطن سے تھیں، اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل پیدا ہوئیں۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ نے چالیس ہزار درہم حق مہر پر ان سے نکاح کیا۔ حضرت عمرؓ کی ان سے دو اولادیں (حضرت زید، حضرت رقیہ) پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت عون بن جعفرؓ سے نکاح کیا۔"

نیز علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں، ابن قتیبہ نے المعارف میں، اور ابن اثیر نے الکامل میں بالتصریح لکھا ہے کہ "ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراؓ حضرت عمر فاروقؓ کی زوجہ تھیں"۔ کتاب الثقاۃ لابن حبان میں ذکرِ خلافتِ عمرؓ (۱۷ھ) کے تحت مرقوم ہے:

"ثُمَّ تَزَوَّجَ عُمَرُ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهِيَ مِنْ فَاطِمَةَ وَدَخَلَ بِهَا فِيْ شَهْرِ ذِيْ قَعْدَةَ۔"

(بحوالہ الفاروق شبلی نعمانی صفحہ ۱۴۷/۲ مطبوعہ دہلی، حاشیہ ۱)

فروع کافی کی یہ عبارات بھی ملاحظہ ہوں:

"عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ امْرَاَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا اَيْنَ تَعْتَدُّ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَوْحَیْثُ شَاءَتْ قَالَ بَلْ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ اَتٰی اُمَّ کُلْثُوْمٍ فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَانْطَلَقَ بِھَا اِلٰی بَیْتِہٖ" (فروع کافی ص ۳۱۱/۲، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۸۱ ماہ جون)

"سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا کہ "جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت خاوند کے گھر میں گزارے یا جہاں چاہے گزارے؟" انہوں نے فرمایا، "جہاں چاہے گزارے!" پھر فرمایا کہ "تحقیق حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم کے پاس آئے اور اُن کو حضرت عمرؓ کے گھر سے اپنے گھر میں لے آئے۔" (تہذیب الاحکام ص ۲۳۸/۲)

۲۔ "عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنِ الْمَرْاَۃِ الْمُتَوَفّٰی عَنْھَا زَوْجُھَا اَتَعْتَدُّ فِیْ بَیْتِھَا اَوْحَیْثُ شَاءَتْ؟ قَالَ بَلْ حَیْثُ شَاءَتْ اِنَّ عَلِیًّا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لَمَّا تُوُفِّیَ عُمَرُ اَتٰی اُمَّ کُلْثُوْمٍ فَانْطَلَقَ بِھَا اِلٰی بَیْتِہٖ" (فروع کافی ص ۳۱۱/۲، ص ۱۴۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، تہذیب الاحکام ص ۲۳۸/۲)

مطلب اوپر گزر چکا ہے!

قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں کہ:

"نبی دختر بعثمانؓ داد و علیؓ دختر بعمرؓ فرستاد" (مجالس المومنین ص ۸۴)

حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زیدؓ کی وفات:

پھر اسی تہذیب الاحکام کے ص ۳۸۰ جلد دوم پر حضرت عمرؓ بن خطاب کے صاحبزادے حضرت زید اور ان کی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کی وفات کا تذکرہ جعفر بن محمد سے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْقَدَّاحِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَاتَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَابْنُهَا زَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا هَلَكَ قَبْلُ فَلَمْ يُوَرَّثْ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ صُلِّيَ عَلَيْهِمَا جَمِيْعًا"

(تہذیب الاحکام ص۳۸۰ ج ۲)

"جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ اور ان کا بیٹا زید بن عمرؓ بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔ اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ پہلے کون فوت ہوا؟ اور وہ ایک دوسرے کے وارث نہ بن سکے اور ان دونوں پر نماز جنازہ بھی اکٹھی پڑھی گئی" یہ

حافظ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں اور حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ان کی وفات کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ "حضرت عمرؓ بن خطاب کے خاندان عدی میں باہمی تکرار ہوگئی۔ اور حضرت زید بن عمرؓ صلح کرانے کے لیے اس مجلس میں گئے۔ اندھیرے کی بناء پر معلوم نہ ہوسکا اور ایک شخص نے حضرت زید بن عمرؓ کے سر پر چوٹ ماری۔ حضرت زید چوٹ کی وجہ سے بیہوش ہوگئے۔ چند دن صاحب فراش رہ کر انتقال کر گئے"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

اور بروایت ابن حجرؒ "حضرت ام کلثومؓ بھی ان دنوں بیمار تھیں۔ چنانچہ ماں، بیٹا ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔ اور حاضرین کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ پہلے کس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی"۔

نیز امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں امام شعبی سے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب اور ان کے بیٹے حضرت زید بن عمرؓ بن الخطاب کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور امامت کے لیے ان کو حضرت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے آگے کیا تھا۔ رضی اللہ عنہم"۔ (تاریخ الصغیر لامام بخاریؒ ص۵۳ مطبوعہ الٰہ آباد)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفاتِ عمرؓ :

مدینہ منورہ میں فیروز نامی، مجوسی المذہب ایک غلام تھا، جس کا پیشہ نجاری، نقاشی، آہنگری تھا۔ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار میں گشت کر رہے تھے، اس نے شکایت کی کہ "مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ پر بھاری محصول مقرر کیا ہے، آپ تخفیف کرا دیں۔" حضرت عمرؓ بن خطاب نے پیشہ دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ "ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں۔" ابولؤلؤ فیروز دل میں سخت ناراض ہو کر واپس چلا آیا اور بغرضِ انتقام گھات میں رہا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے روز صبح کی نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ امامت کے لیے آگے بڑھے، صفیں درست کروائیں اور نماز شروع کی۔ سورۂ یوسف یا النحل کی تلاوت شروع کی۔ فیروز نے گھات سے نکل کر حضرت عمرؓ پر چھ وار کیے۔ زیرِ ناف خنجر کے لگنے سے حضرت عمرؓ گر پڑے، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اس حال میں نماز پڑھائی۔ حضرت عمرؓ سامنے بسمل پڑے تھے۔ فیروز نے تیرہ اشخاص کو زخمی کیا، جن میں سے ۹ آدمی وفات پا گئے۔ جب اس نے معلوم کر لیا کہ اب جائے فرار نہیں تو خود کو بھی ہلاک کر دیا۔

آپ رضؓ نے یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز اتوار انتقال فرمایا۔ حضرت صہیب رومیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے ان کے حجرہ میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پہلوئے مبارک میں دفن کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! (تفصیل کے لیے دیکھیے مختصر سیرت الرسولؐ عربی ص ۴۸۶ مطبوعہ لاہور، الفاروقؓ علامہ شبلی نعمانی ص ۱۰۲/۱ مطبوعہ رنگین پریس دہلی، تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ص ۳۸۳/۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کا فرمان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے جنازہ پر فرمایا:

"اے عمر (رضی اللہ عنہ) آپ نے اپنے بعد ایسی کوئی شخصیت نہیں چھوڑی کہ اس جیسے نامۂ اعمال کی میں خواہش کروں تحقیق میں نے نبی علیہ السلام سے سنا آپؐ فرماتے تھے "میں ابوبکر اور عمر نکلے۔ میں ابوبکر اور عمر آئے، میں، ابوبکر اور عمر نے یہ کیا، یعنی ہر کام میں آپکو نبی علیہ السلام شریک فرماتے تھے۔ مجھے پہلے سے یقین تھا کہ اللہ کریم آپ کو ان دونوں کے پاس جگہ دے گا" (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما) (بخاری ص۵۲۰)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کی شہادت پر فرمایا کہ:

ثَلٰثَۃٌ بَرَزُوْا بِفَضْلِھِمْ نَضَّرَھُمْ رَبُّھُمْ اِذَا نُشِرُوْا

فَلَیْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ لَہٗ بَصَرٌ یُنْکِرُ تَفْضِیْلَھُمْ اِذَا ذُکِرُوْا

عَاشُوْا بِلَا فُرْقَۃٍ ثَلٰثَتُھُمْ وَاجْتَمَعُوْا فِی الْمَمَاتِ اِذْ قُبِرُوْا

ترجمہ: تین بزرگ فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے، رب ان کو تروتازہ کرے جب اٹھائے جائیں گے قبر سے! پس ایسا کوئی مومن نہیں جس کو بصیرت ملی ہو، اور جب ان کا ذکر کیا جائے تو ان کی فضیلت کا انکار کرے! وہ تینوں زندگی میں بھی جدا نہیں ہوئے اور موت کے بعد قبر میں پھر اکٹھے ہو گئے!

صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہما

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ کریم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو قیامت تک آئندہ سلاطین کے لیے حجت بنایا ہے خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے۔ ان کی یاد امت کو مغموم اور حکام کو مطعون کرتی ہے" (اسد الغابہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظامِ حکومت خلافتِ فاروقی میں:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت عمرؓ کے امورِ نظمِ مملکت کا بھی مختصراً ذکر کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نظامِ حکومت کے استحکام کے لیے تمام مقبوضہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبہ میں کئی کئی اضلاع بنائے۔ اور اپنی جوہر شناسی کی بناء پر ہر جگہ بہترین عملہ مقرر فرمایا۔ اہم امور کے لیے مجلسِ شوریٰ بھی تشکیل دی۔ جس میں مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے:

(۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۴) حضرت معاذ بن جبلؓ (۵) حضرت ابی بن کعبؓ (۶) حضرت زید بن ثابتؓ۔ (طبقات ابنِ سعد)

صیغۂ محاصل:

صیغۂ محاصل میں بہت سی اصلاحات فرمائیں۔ مفتوحہ ممالک کی زمینوں کو اصل مالکوں کے سپرد کیا۔ تمام مفتوحہ ممالک میں نہریں جاری کیں، بند بندھوائے تالاب تیار کروائے اور لگان سال میں، بغیر جبر و تشدد کے، صرف ایک دفعہ وصول کرنے کی ہدایات جاری کیں۔

محکمہ قضاء:

محکمہ قضاء میں جج مقرر فرمائے جو معزز ترین اور مالدار تھے تاکہ رشوت کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ ہمیشہ ان کو عدل و انصاف کا سبق دیتے۔ ایک دفعہ خود خلیفۂ وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدعا علیہ کی حیثیت سے کمرۂ عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی نے تعظیم کی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، "قاضی صاحب یہ آپ کا پہلا ظلم ہے۔ جب تک آپ کے نزدیک عمرؓ اور عام آدمی برابر نہ ہوں، آپ عہدۂ قضا کے قابل نہیں!"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فوجداری اور پولیس:
اس صیغہ میں بازاروں کی نگرانی، زنا اور چوری کے فیصلے، جیل خانوں کی تعمیر اور ابتدائی قسم کی کارروائی پولیس سے متعلق تھی۔

بیت المال: مجلس شوریٰ کے مشورہ سے مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ نے بیت المال کی بنیاد ڈالی اور بہت بڑا خزانہ جمع کیا۔ پھر تمام صوبہ جات کے صدر مقامات پر بیت المال قائم کیے اور ان کی عمارتیں بڑی مستحکم اور شاندار بنوائیں۔ اُن کی نگرانی اور حساب وکتاب کے لیے لائق ترین آدمی مقرر فرمائے۔ مدینہ منورہ کے علاوہ جتنے بیت المال تھے، جتنی رقم ان کے مصارف کے لیے درکار ہوتی، رکھی جاتی۔ اور باقی مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دی جاتی۔

رفاہِ عامہ:
اس صیغہ میں سرکاری عمارتیں بنوانا، نہریں کھدوانا، پل تعمیر کروانا، شفاخانے بنوانا، چوکیاں اور سرائیں بنوانا، مکہ اور مدینہ کے درمیان منزلوں پر سایہ اور پناہ گاہوں کا انتظام کرنا شامل تھے!

شہروں کو آباد کرنا:
کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل، جزیرہ وغیرہ شہر آباد کیے۔

صیغۂ فوج: حضرت عمرؓ بن خطاب تمام ملک عرب کو فوج بنانے کے حق میں تھے۔ فوجی صدر مقام اور چھاؤنیاں قائم کیں۔ ہر سال کئی ہزار نئی فوج تیار ہوتی۔ رسد کا مستقل محکمہ قائم کیا۔ علامہ شبلی نے ایران، فرانس اور یمن وغیرہ جیسے ممالک کے فوجی انتظامات تحریر کرکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فوجی نظام کو برتر قرار دیا ہے!

صیغۂ تعلیم:
حضرت عمرؓ نے تعلیم کو بہت زیادہ ترقی دی، تمام مفتوحہ ممالک میں مکتب قائم کیے اور بڑے بڑے صحابہؓ اس منصب پر مقرر فرمائے۔ قرآنِ مجید، اخلاقی اشعار، اور امثالِ عرب کی تعلیم کو فروغ دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صیغہ مذہبی:

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کے پیش نظر اشاعت اسلام کے لیے نرم اور شائستہ طریقے اختیار کیے۔ کتاب و سنت کی حفاظت و تعلیم کا خوب انتظام کیا، معلمین کی تنخواہیں مقرر کیں، کئی ہزار مساجد تعمیر کرائیں، حرمین الشریفین کو وسعت دی، روشنی کا انتظام فرمایا، وعظ کا طریقہ جاری کیا (تفصیل کے لیے دیکھیے الفاروق حصہ دوم علامہ شبلی نعمانی صنا تا ۵۶)

یہ تمام امور حضرت عمرؓ کی ذہانت اور قوت عمل کا ثبوت ہیں اور جن کی بناء پر، اپنے تو رہے ایک طرف اغیار نے بھی ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقامِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پر
شیعہ سُنّی اتحاد

نام ونسب ومنصب :

عثمانؓ بن عفان، کنیت ابوعبداللہ، والدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ، نانی ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب، اس لحاظ سے حضرت عثمانؓ نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے (تاریخ اسلام از مولانا نجیب آبادی ص۲۹۳، عنوان النجابہ ص۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ، نبی علیہ السلام سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ اور معزز خاندانِ قریش کے فرد تھے۔ تجارتی کاروبار بہت دور تک پھیلا ہوا تھا، عرب کے مشہور تجار اور امیر کبیر لوگوں میں آپؓ کا شمار ہوتا تھا۔ نہایت ہی سلیم الفطرت، شرم وحیاء کے پیکر، جودوسخا کے ہیرو، عجز وانکساری کا دامن تھامے ہوئے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ولادت :

نبی علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے چھٹے سال میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جیسا کہ عنوان النجابہ میں مرقوم ہے :

"وُلِدَ عُثْمَانُ فِی السَّنَۃِ السَّادِسَۃِ بَعْدَ الْفِیلِ"

"حضرت عثمانؓ عام الفیل کے بعد چھٹے سال پیدا ہوئے۔"

اس لحاظ سے حضرت عثمان غنیؓ، نبی علیہ السلام سے عمر میں چھ سال چھوٹے تھے۔ رضی اللہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام :

ایمانِ عثمانؓ کے متعلق مختلف روایات ہیں۔
عنوانِ النجابہ میں ہے :

"اَسْلَمَ عُثْمَانُ قَدِیْمًا دَعَاهُ اَبُوْبَکْرٍ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمَ"

(ص۲۷ ، مختصر سیرتِ رسولِ عربی ﷺ)

یعنی "حضرت عثمانؓ سابقینِ اولین مسلمانوں میں سے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی دعوتِ تبلیغ سے متاثر ہوکر مشرف باسلام ہوتے تھے"۔ آپؓ سے پہلے صرف تین شخص مسلمان ہوئے تھے۔ (تاریخ اسلام ص۳۹۴/۱)

۲۔ طرابلسی نے حضرت عثمانؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دن نبی علیہ السلام سے عرض کی : "اے ابوالقاسمؐ تیری قوم تجھ پر طرح طرح کے اتہام عائد کرتی ہے، اس کی کیا وجہ ہے"؟ تو آپؐ نے فرمایا "اے ابوبکر، میں اللہ کا رسولؐ ہوں، میرے پاس اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ خداوندِ قدوس نے مجھے اعزازِ رسالت سے نوازا ہے۔ میں تجھے بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں"۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس گفتگو کے بعد ایمان لے آئے۔ اسلام کے بعد حضرت عثمان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے ملے اور پیغامِ رسولؐ پہنچایا۔ اور یہ سب مسلمان ہو گئے۔

۳۔ ابنِ اثیر نے بحوالہ ابنِ عساکر ذکر کیا ہے، ایک دن حضرت عثمانؓ بحالتِ غم واندوہ گھر آئے تو وہاں ان کی خالہ سعدیٰ بنت کریز (مشہور کاہنہ) بیٹھی تھیں۔ حضرت عثمانؓ کو دیکھتے ہی یوں گویا ہوئیں :

"اے عثمان تجھے خوش ہوجانا چاہیئے کیونکہ تجھے دس خوشیاں عنقریب میسر آئیں گی۔ تیرے نکاح میں ایک حسین پاکیزہ عورت آئے گی جس کا باپ دنیا کا عظیم ترین انسان ہوگا، اور ایسے شخص سے تیرا رشتہ استوار ہوگا جس کے ساتھ تیرا تذکرہ بھی باعثِ فخر ہوگا، تجھے بھلائی سے نوازا جائے گا، اور تجھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برائی سے بچایا جائے گا۔"

حضرت عثمانؓ نے جواب دیا" خالہ جان آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں جس کی آپ مجھے بشارت دے رہی ہیں، اس کا تو نکاح بھی ہو چکا ہے!" خالہ نے جواباً کہا" اے عثمان، تو ایک خوبرو نوجوان ہے۔ بہترین گفتگو والا ہے، اس پیغمبرؐ کی رسالت پر دلائل و براہین موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا دین دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور اس پر اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حق و باطل میں امتیاز کا ملکہ عطا فرمایا ہے، لہٰذا بت پرستی چھوڑ کر اس کی پیروی کر!" حضرت عثمانؓ نے پھر کہا" خالہ جان، آپ ایسے شخص کی پیروی کے لیے مجھے دعوت دیتی ہیں، جو ہمارے شہر میں بھی موجود نہیں۔" خالہ نے جواب دیا،" محمد بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں، جو لوگوں کو اس کی ہدایت کے مطابق اس کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کا ستارہ مقدر درخشاں ہے، اس کے دین میں نجات ہے، اس کے سامنے بڑی بڑی حکومتیں سرنگوں ہوں گی۔ اس کے دشمن زیر ہوں گے، اگرچہ کتنی ہی قربانیاں دیں اور کتنے ہی مسلح ہو کر آئیں!"

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں، میں یہ گفتگو سن کر حیرت کے عالم میں گھر سے نکلا، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی۔ تمام واقعہ ان سے عرض کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا" اے عثمانؓ! افسوس ہے کہ تو ذی شعور ہو کر بھی حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ بزرگوں کے مجسمے سوائے بے حس پتھروں کے کیا ہیں؟ جن کی ہماری قوم پوجا کر رہی ہے۔ جو سننے، دیکھنے، نفع نقصان دینے سے بھی قاصر ہیں!" حضرت عثمانؓ نے کہا" واقعی آپ سچ کہتے ہیں" حضرت صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا،" آپ کی خالہ سچ کہتی ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو دنیا کی رہنمائی کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تو ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو میرے ساتھ آ!" ہم دونوں حاضرِ خدمت ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا" عثمانؓ، فرمانِ الٰہی کو قبول کرو اور یقین رکھو کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی رہبری کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں!" حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ گفتگو سن کر بے اختیار ہو گیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت عثمانؓ کے اسلام لانے کی خبر مشہور ہوئی تو خاندانِ بنی امیہ میں صفِ ماتم بچھ گئی اور قریش کے تمام خاندان میں گویا زلزلہ آگیا۔ مشورے ہونے لگے کہ بنی امیہ کے امیر ترین آدمی عثمانؓ نے اسلام قبول کر لیا ہے، اب مالی طور پر ان کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ لہٰذا عثمانؓ کو کسی نہ کسی طریقے سے اسلام سے روگردان کرنا چاہیئے۔ چنانچہ لوگوں نے آپؓ کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ کو اکسایا۔ اس نے قبیلہ کے چند افراد کی مدد سے آپؓ کو رسیوں سے باندھ دیا اور بہت مارا۔ طرح طرح کی جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔ لیکن یہ سنگدل آپؓ کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ رضی اللہ عنہ!

(تاریخِ اسلام نجیب آبادی ص ۹۹/۱)

ایمانِ عثمانؓ عقل کی کسوٹی پر:

اگر کوئی شخص دل میں یہ خیال جمائے کہ حضرت عثمانؓ، طمع، حصولِ مال وزر، استحکامِ مستقبل، یا تمنائے خلافت کی بناء پر ایمان لائے تھے، تو ایں خیال است و محال است و جنوں! — کیونکہ طمع نفسانی کا سوال وہاں پیدا ہو سکتا ہے جہاں تکمیلِ خواہشات کی ہر چیز میسر ہوتی نظر آتی ہو! — مگر یہاں؟ — حصولِ مال وزر کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب خزانہ کی چابیاں اس آقا کے ہاتھ میں ہوں جس کے زیرِ سایہ رہ کر زندگی گزارنے کا خیال ہو۔ مگر یہاں سیر ہو کر کھانا بھی میسر نہیں؟

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ملکِ عرب کے بادشاہ ہوتے، تو حضرت عثمانؓ کا ایمان لانا، ان کے استحکامِ مستقبل اور حصولِ خلافت کی نشاندہی کرتا تھا، کہ آپؐ کل کو ملکِ عرب کی سربراہی کا موقعہ دیں گے۔ مگر اس وقت ایسا خیال کسی انسان کے حاشیۂ دماغ میں بھی نہ آسکتا تھا، جبکہ آپؓ سے پہلے تین یا چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

اس وقت تو زبان پر یہ الفاظ لانا کہ "میں محمدؐ کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی تسلیم کرتا ہوں" اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ فَافْهَمُوْا وَتَدَبَّرُوْا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْجَاهِلِيْنَ؀

www.KitaboSunnat.com

ہجرتِ عثمانؓ:

جب کفّارِ مکّہ اسلام کی ترقی و عروج کو روکنے میں ناکام رہے تو انہوں نے مسلمانوں کو بیت اللہ میں آنے سے روک دیا، شر پسندوں کا ایک دستہ رسولِ خدا اور آپؐ کے متبعین (صحابہ کرامؓ) کو ستانے، انہیں دیکھ کر گلی کوچوں میں تالیاں بجانے، گالیاں دینے، اور مسافروں کو ان سے ملاقات نہ کرنے پر مامور ہوا۔ تو کچھ لوگ مسلمانوں کو گرم ریت اور سلگتے ہوئے کوئلوں پر لٹانے، کوڑے لگانے، لوہے کی زرہیں پہنا کر انہیں گرم پتھروں پر پھینک دینے پر مامور ہوئے۔ غرضیکہ کوئی بری سے بری سزا ایسی نہ تھی جو مسلمانوں کے لیے تجویز نہ کی جاتی ہو۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عام اجازت دیدی کہ جانی اور ایمانی دولت بچانے کے لیے ہجرت کر کے حبشہ کو چلے جائیں۔ اس اجازت کے بعد ایک مختصر قافلہ (بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل) رات کی تاریکی میں ملکِ حبشہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا۔ نبی علیہ السلام خود اس قافلہ کو الوداع کہنے کے لیے مکہ معظمہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ (زوجہ عثمانؓ) کو دیکھ کر فرمایا:

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھُمَا اَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ بَعْدَ اِبْرَاھِیْمَ وَلُوْطٍ۔"

(تاریخ دمشق، بحوالہ عنوان النجابہ صـ۲۷۔ رحمۃ للعالمینؐ منصور پوری صـ۱۲۷)

"مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عثمانؓ و رقیہؓ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد ہجرت کی۔"

شیعہ کتب میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ مجمع البیان میں ہے:

"فَخَرَجَ اِلَیْھَا سِرًّا اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَّ اَرْبَعُ نِسْوَۃٍ وَھُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَامْرَاَتُہٗ رُقَیَّۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔۔۔!!" (مجمع البیان صـ۲۳۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کر کے جانے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان میں حضرت عثمانؓ اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں" — رضی اللہ عنہما!

جہادِ عثمانؓ:

جہاد بالمال میں حضرت عثمانؓ تمام صحابہ کرامؓ سے پیش پیش رہے۔ جب نبی علیہ السلام بمعہ صحابہؓ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو میٹھے پانی کی سخت تکلیف تھی، صرف ایک میٹھا کنواں تھا جو ایک یہودی کے قبضہ میں تھا اور بھاری قیمت پر پانی دیتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا" جو شخص اس کنواں (بئر رومہ) کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اس کے لیے جنت ہے"! حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کا نصف بارہ ہزار، پھر باقی نصف آٹھ ہزار میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے بمعہ ساز و سامان دیئے۔ نقد چندہ اس کے علاوہ تھا۔ (رحمۃ للعالمین ص۱۲۵/۲ - استیعاب)

مسجد کے لیے پچیس ہزار کی زمین حضرت عثمانؓ نے خرید کر وقف کی تھی۔ ایک سال مدینہ میں قحط پڑا تو آپؓ نے اپنا تمام غلہ محتاجوں کو دے دیا — مسلمان ہونے کے بعد ہر ہفتہ ایک غلام آزاد کرتے، اگر کسی ہفتہ ناغہ ہو جاتا تو دوسرے ہفتے دو غلام آزاد کرتے۔

(تاریخ اسلام نجیب آبادی ص۳۹۴/۱)

ا؎ شیخ الاسلام محمدؒ بن عبدالوہاب نے مختصر سیرتِ رسولﷺ عربی میں اس قافلہ میں شامل افراد کے نام بھی گنوائے ہیں: حضرت عثمان بن عفان، ابوحذیفہ بن عتبہ، ابوسلمہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، ابوسبرہ بن ابی رہم، حاطب بن عمرو، سہیل بن وہب، عبداللہ بن مسعود — عورتوں میں سے، رقیہؓ بنت رسول اللہﷺ، سہلہ بنت سہیل، ام سلمہ، لیلیٰ بنت ابی حثمہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین!

(مختصر سیرتِ رسولِ عربیﷺ ص۹۲ مطبوعہ لاہور)

۲؎ ۱۳ نبوی میں جب نبی علیہ السلام نے مسلمانوں کو عام اجازتِ ہجرت دی اور جو قافلہ سب سے پہلے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا، حضرت عثمانؓ اس قافلہ میں بھی شریک تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیش العسرت کا اکثر سامان حضرت عثمانؓ نے مہیا فرما دیا تو نبی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا "اے عثمانؓ تیرے جنتی ہونے کے لیے یہی عمل کافی ہے!"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیتِ نبویؐ پر بار بار فاقہ کی نوبت آتی تو حضرت عثمانؓ ہی ضروری سامان بھجوا دیتے۔ نبی علیہ السلام نے متعدد بار یہ دعا حضرت عثمانؓ کے لیے فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ"

ایک دفعہ یہ دعا شام سے صبح تک کرتے رہے کہ "اے اللہ میں عثمانؓ سے بہت خوش ہوں، تو بھی اس سے خوش ہو جا۔" رضی اللہ عنہ!

ایک دفعہ خلافتِ صدیقیؓ میں سخت قحط پڑا۔ اس دوران حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوئے آ گئے: تاجروں نے ڈیڑھ گنا منافع دے کر مال اٹھانا چاہا لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا "تم گواہ رہو، میں نے تمام غلہ مدینہ منورہ کے فقراء اور مساکین کو دے دیا ہے"! ایامِ محاصرہ میں بھی غلاموں کو برابر آزاد کیا اور مہمانوں کو ہمیشہ قیمتی کھانا کھلاتے تھے۔

(تاریخِ اسلام ص۲۴۷، عنوان النجابہ ص۲۸۔ اصابہ ذکرِ عثمانؓ)

جہاد بالنفس:

حضرت عثمانؓ جنگِ بدر کے ماسوا باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگِ بدر میں عدمِ شمولیت کا سبب مولانا اکبر شاہ تاریخ اسلام میں یوں بیان کرتے ہیں:

"آپ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہؐ کی سخت علالت کے سبب جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے اور آنحضرتؐ کی اجازت و حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں رہے"

---

* حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس لحاظ سے آپؓ نے دو ہجرتیں کیں اور "ذو الہجرتین" کہلائے۔ جبکہ دیگر خلفاء نے ایک ہجرت کی۔ نیز دیگر مہاجرین کی نسبت آپؓ زیادہ پریشان ہوئے۔ چنانچہ ملک بدر ہونا، دوبارہ مدینہ پہنچنا، مالی نقصان اٹھانا، آپؓ کے مکانوں پر کفار کا قابض ہونا، کاروبار کا برباد ہونا وغیرہ پریشانیاں سرِ فہرست ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں آپؓ کو اسی قدر حصّہ ملا، جس قدر شرکاء جنگ کو ملا۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اصحابِ بدر میں عثمانؓ کو بھی شامل سمجھنا چاہیئے"۔

(تاریخ اسلام صـ۳۹۴)

امام بخاریؒ حضرت عثمانؓ کی جنگِ بدر میں عدمِ شمولیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

"وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهُ"

(بخاری شریف ج ۵ ص ۱۸، بخاری شریف صـ۵۲۳ مشکوٰۃ صـ۵۶۲)

"حضرت عثمانؓ کا غزوۂ بدر میں عدمِ شمولیت کا سبب یہ ہے کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں۔ نبی علیہ السلام نے خود حضرت عثمانؓ کو (اجازت دے دی کہ تم اپنی بیوی کی خبرگیری کے لیے یہیں ٹھہرو اور) فرمایا تمہارا اجر اور حصہ اس شخص کے برابر ہے جو جنگِ بدر میں شریک ہوا"۔ رضی اللہ عنہ!

اور عنوان النجابہ میں ہے:

"وَكَانَ تَاَخَّرَ عَنْ بَدْرٍ بِتَمْرِيْضِهَا بِاِذْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ بِنَصْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبَدْرٍ يَوْمَ دَفَنُوْهَا بِالْمَدِيْنَةِ"

(عنوان النجابہ صـ۲۷)

(مطلب وہی جو گزر چکا ہے) ـــــــ ان روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عثمانؓ کی جنگِ بدر میں غیر حاضری فرمانِ نبویؐ کے مطابق تھی۔ اگر نبی علیہ السلام اپنی لختِ جگر کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمانؓ کو نہ روکتے تو حضرت عثمانؓ ضرور شریکِ جنگ ہوتے۔ پھر شانِ صحابیت ملاحظہ فرمایئے کہ باوجود شریکِ جنگ نہ ہونے کے شریکِ جنگ سمجھے گئے، یہ حضرت عثمانؓ کی منقبت اور آپؓ کے اخلاصِ قلب کی زبردست دلیل ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگِ اُحد :

اس جنگ میں اولاً مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار بھاگ گئے۔ درہ پر متعین صحابہؓ (چند صحابہؓ کے ماسوا باقی سب) مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے عقب سے حملہ کر دیا۔ درّہ پر چند صحابہؓ تابِ مقاومت نہ لا سکے۔ کیونکہ کفار کا یہ حملہ ناگہانی آفت کی طرح تھا۔ پھر ابو سفیانؓ بھی (یہ بھی ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) سنبھل کر واپس آ گئے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ رہی۔ جب ابن قمیہ لیثی کے ہاتھوں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت ہوئی تو اس نے بآوازِ بلند کہا: "اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ" (بیشک محمدؐ شہید کر دیئے گئے۔ سیرتِ رسولِ عربیؐ صـ۲۲۲) تو مشرکوں کی ہمت بڑھی اور مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اب ہر مسلمان اپنی جگہ پریشان تھا، حتیٰ کہ بعض صحابہؓ نے تو یہ خیال کیا کہ جب نبی علیہ السلام ہی نہ رہے، تو اب جانیں لڑانے سے کیا فائدہ؟ اس خبر کی وجہ سے دلوں پر ایسا غم طاری ہوا کہ ہاتھوں میں تلوار سونتنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ یہ سب کچھ نبی علیہ السلام کے زندہ اور سلامت موجود ہونے سے بے خبری کے باعث ہوا۔ ان حالات میں اگر بعض لوگ شدّتِ غم سے نڈھال اور بعض ناامیدی کے باعث جنگ لڑنے سے توقف کر گئے تو یہ ایک مجبوری تھی۔ نہ کہ دانستہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگے۔ اگر صحابہؓ کی دانست میں یہ بات ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور کفار کے نرغہ میں ہیں تو ربِّ ذوالجلال کبھی بھی ان کے لیے "وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ" (بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا) کا فیصلہ صادر نہ فرماتے۔ رضی اللہ عنہم!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ معترضہ:

جنگِ خندق کے موقعہ پر جب ماحول اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ[1] کا منظر پیش کر رہا تھا اور اسی طرح دیگر سخت ترین اور مہلک مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے حنین کے تیر انداز ان کے پائے ثبات کو متزلزل نہ کر سکے، طائف کے سخت جان جنگجوؤں سے وہ نہ گھبرائے، فتح مکہ کے موقع پر کفارِ مکہ ان کو خوف زدہ نہ کر سکے، خیبر کے یہودیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے اور ان کے قلعہ بند ہو کر لڑنے سے وہ ہمت نہ ہارے، تو ظاہر ہے کہ جنگِ احد میں جو کچھ ہوا صرف لاعلمی کی وجہ سے ہوا۔ اور پھر اس خطا کو بھی اللہ کریم نے میدانِ احد ہی میں معاف فرما کر قیامت تک صحابہ رضی اللہ عنہم پر معترض ہونے والوں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم پر معترض ہونے سے پہلے سورۂ آلِ عمران اور صحیح بخاری ص۵۲۳ / ۱ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

صلح حدیبیہ:

سنہ ۶ھ میں نبی علیہ السلام نے ہمراہ چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ رضی اللہ عنہم بقصدِ زیارتِ کعبۃ اللہ قربانی کے اونٹ ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ جب مقامِ حدیبیہ پر تشریف فرما ہوئے تو بشر بن سفیان نے اطلاع دی کہ قریشِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ نبی علیہ السلام نے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب فرما کر بطورِ سفیر مکہ مکرمہ اس غرض سے روانہ کیا کہ قریشِ مکہ کو اصلی صورتِ حال سے آگاہ کریں۔ قریشِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کعبہ اور سعی صفا و مروہ کی اجازت دے کر کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اجازت نہ دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: میں (عثمان) اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس باہمی گفتگو میں دیر ہو گئی۔ ادھر شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

---

[1] یعنی جب دل اچھل کر حلق میں آجائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی خبر گشت کرنے لگی۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور قصاصِ عثمان رضؓ سے متعلق تمام صحابہؓ سے بیعت لی۔ (مختصر سیرت رسول عربیؐ ص۳۰ مشکوٰۃ ص۵۶۱ جلد دوم)

شیعہ مجتہد محمد بن یعقوب کلینی رقم طراز ہیں کہ:

"عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حُبِسَ عُثْمَانُ فِیْ عَسْکَرِ الْمُشْرِکِیْنَ وَبَایَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الْمُسْلِمِیْنَ وَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی لِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰی لِعُثْمَانَ قَدْطَافَ بِالْبَیْتِ وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَاَحَلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَاکَانَ لِیَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَطُفْتَ بِالْبَیْتِ فَقَالَ مَا کُنْتُ لِاَطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ یَطُفْ بِہٖ"

(فروع کافی جلد سوم کتاب الروضۃ ص۱۵۱)

"ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؒ) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ مشرکین کے لشکر میں محبوس ہو گئے تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں سے بیعت

لہ "لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَکَّۃَ قَالَ فَبَایَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ"

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱)

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا، اس وقت حضرت عثمان رضؓ بحیثیت آپؐ کے سفیر کے مکہ میں تھے۔ لوگوں نے بیعت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عثمان رضؓ اس وقت اللہ اور رسولؐ کے کام میں ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لی اور اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمان رضؓ کے لیے بیعت فرمائی۔ مسلمانوں نے کہا، کیا خوبی اور خوش نصیبی ہے کہ حضرت عثمانؓ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام سے فارغ ہو گئے! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حضرت عثمانؓ (میرے بغیر) طواف کرے۔ چنانچہ جب حضرت عثمانؓ واپس تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، "عثمانؓ، تو نے بیت اللہ کا طواف کیا؟" عرض کی: "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کروں!"

:

فریقین کی معتبرہ کتب سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ نبوت میں حضرت عثمانؓ اتنے قابلِ اعتماد اور معتبر تھے کہ ان کو سفیر بنا کر بھیجا اور باوجود مشرکین کی طرف سے اجازت کے حضرت عثمانؓ نے نبی علیہ السلام کے بغیر طواف وغیرہ بھی نہ کیا۔

۲۔ نبی علیہ السلام کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس قدر شفقت و محبت تھی کہ حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لیے اپنے تمام موجود صحابہؓ (چودہ سو۱۴۰۰) سے جانیں قربان کر دینے کی بیعت لی۔ اور صحابہ کرامؓ نے جس اخلاص، عقیدت اور محبت سے یہ بیعت کی تھی، اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ۔ الآية!" (الفتح: ۱۸)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گئے جبکہ وہ ایک درخت کے نیچے

پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی ۔ چنانچہ عثمانؓ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہاتھ صحابہؓ کے اپنے ہاتھوں کی نسبت بہتر تھا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ اور جو خلوص ان (بیعت کرنے والوں) کے دلوں میں تھا وہ بھی خدا کو معلوم تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں میں اطمینانِ قلب پیدا کر دیا۔" (سورۃ الفتح ترجمہ از کشف الرحمٰن مطبوعہ کراچی صـ۸۱۹/۲)

یعنی جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قید و قتل کا بدلہ لینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جانی قربانی کی بیعت کی تھی، ان کو اللہ تعالیٰ نے دائمی رضامندی اور نزولِ سکینت کی بشارت دے دی ــــ حضرت عثمانؓ کی خوش نصیبی اور سعادت کہ نبی علیہ السلام نے اپنا مبارک (دایاں) ہاتھ حضرت عثمانؓ کی طرف سے، اپنے دوسرے (بائیں) ہاتھ پر رکھ کر بیعت کی ــــ نبی علیہ السلام کو حضرت عثمانؓ کے ایمان و اخلاص پر اتنا کامل اعتماد و وثوق کہ ان کی طرف سے غائبانہ بیعت بھی فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ عثمانؓ ہمارے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ مدتوں کے شوق و خواہش کے باوجود انہوں (عثمانؓ) نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنا گوارا نہ کیا بلکہ فرمایا:

"مَا كُنْتُ اَطُوْفُ وَرَسُوْلُ اللهِ لَمْ يَطُفْ بِهٖ" (فروع کافی کتاب الروضہ صـ۱۵۱/۳)

نیز تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ "درخت کے نیچے بیعت کرنے والے لوگ بہترین ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا"۔ (خلاصۃ المنہج، تفسیر قمی، تفسیر صافی بحوالہ مجمع البیان)

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ"

"تم تمام اہل زمین میں سے بہتر ہو!"

ابو داؤد میں ہے:

"لَا يَدْخُلُ النَّارَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"

"درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ خصوصیت:

حضرت عثمان غنیؓ کی امتیازی حیثیت اور اعلیٰ خصوصیت یہ بھی ہے کہ نبی علیہ السلام کی دو حقیقی صاحبزادیاں حضرت عثمانؓ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ اسی لیے آپ ذوالنورینؓ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حاشیہ نہج البلاغہ میں ہے:

فَلِاَنَّہٗ تَزَوَّجَ بِنْتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ رُقَیَّۃَ وَاُمَّ کُلْثُوْمٍ تُوُفِّیَتِ الاُوْلٰی فَزَوَّجَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالثَّانِیَۃِ وَلِذَا سُمِّیَ ذَا النُّوْرَیْنِ۔" (حاشیہ نہج البلاغہ ص۸۵ ج۲)

"لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کو نبی علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں (حضرت رقیہؓ، ام کلثومؓ) سے نکاح کا شرف حاصل ہوا۔ جب پہلی صاحبزادی فوت ہوگئیں تو نبی علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی سے آپؓ کا نکاح کر دیا اسی وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کہتے ہیں!" — رضی اللہ عنہ

حضرت ام کلثومؓ کی وفات کے وقت نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر میری تیسری لڑکی بھی ہوتی تو اس کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے کر دیتا۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں دے دیتا (البدایہ والنہایہ ص۳۰۹ ج۵، الاستیعاب لابن عبدالبر، اصابہ)

نیز اسد الغابہ میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"لَوْ کَانَ لِیْ اَرْبَعُوْنَ بِنْتًا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَۃً بَعْدَ وَاحِدَۃٍ۔"

(اسد الغابہ ج۶ ص ۵۸۶)

"اگر میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا!" رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ کا پہلا نکاح مکہ مکرمہ میں جب حضرت رقیہؓ سے ہوا تو یہ آواز زبان زد خلائق تھی کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اَحْسَنُ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانُ"

(رحمۃ للعالمین صـ۱۲۶)

یعنی بہترین جوڑا رقیہؓ اور عثمانؓ کا جوڑا ہے۔

۲ھ میں جنگِ بدر کے موقع پر جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو آپؐ نے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اور فرمایا کہ "اے عثمانؓ، یہ جبریلؑ ہیں جو فرماتے ہیں، خداوندِ قدوس کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں"

(ابن ماجہ، حاکم، ازالۃ الخفاء)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ یہ رشتے بحکمِ خداوندی ہوئے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا تھا:

"زَوِّجُوا عُثْمَانَ لَوْ کَانَ لِیْ ثَالِثَۃٌ لَزَوَّجْتُہٗ مَا زَوَّجْتُہٗ اِلَّا بِالْوَحْیِ"

(نبراس صـ۴۸۷)

"(حضرت) عثمانؓ کا نکاح کر دو، اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں ضرور عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا اور یہ شادی نکاح بحکمِ الٰہی ہوتا۔"

بعض لوگ یہ بے پر کی اڑاتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی بیٹیاں یا اپنی بیٹیاں صرف تالیفِ قلب، اسلام کی ترقی، کلمہ حق کی سربلندی کے لیے دی تھیں، یا ابھی تک "حرمتِ نکاح بکافراں" کا حکم نہیں آیا تھا۔ (حیات القلوب صـ۵۶۰ جـ۲، صـ۵۶۱ جـ۲)

لیکن اسی کتاب کے اسی صفحہ پر اس قول کی تردید موجود ہے۔ نیز اسی کتاب کے صـ۵۶۲ جـ۲ پر ہے کہ:

"عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت جعفر صادقؒ پرسیدند کہ آیا حضرت رسولِ خدا دختر خود را بعثمانؓ داد؟ حضرت فرمود بلے۔"

"عیاشی نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفر صادقؒ سے پوچھا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دی؟ تو انہوں نے جواب دیا، "ہاں!"

نیز مرأۃ العقول صـ۳۵۲، فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ صـ۵۱۹ پر حضرت عثمانؓ کا نکاح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں سے ہوتا ثابت ہے۔

اور بعض بے نصیب حضرت رقیہؓ و حضرت امِ کلثومؓ اور حضرت زینبؓ کو نبی علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں ہی تصور نہیں کرتے، جیسا کہ حیات القلوب کی اس عبارت سے ظاہر ہے:

"جمعے از علماء خاصہ و عامہ را اعتقاد آں است کہ رقیہ، ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از حضرت داشتند و حضرت ایشاں را تربیت کردہ بود و دختر حقیقی آں جناب نہ بودند۔" (حیات القلوب صفحہ ۵۶۰ جلد دوم)

یعنی رقیہؓ و ام کلثومؓ حضرت خدیجہؓ کی پہلے شوہر سے بیٹیاں تھیں۔ جناب رسول اللہ نے صرف ان کی پرورش کی تھی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ سطور میں اس ہرزہ سرائی کا نوٹس لیا جائے۔

بناتِ رسولؐ کی صحیح تعداد:

قرآن مجید میں ہے:

"يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ۔ الآية!"

(الاحزاب: ۵۹)

ترجمہ: ۱۔ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ : "اے پیغامبر بگو بزنانِ خود، و دخترانِ خود، و بزنانِ مسلماناں۔۔۔۔!"

۲۔ از شاہ رفیع الدین دہلویؒ : "اے نبی کہہ واسطے اپنی بیبیوں کے، اور بیٹیوں اپنی کے، اور بیبیوں مسلمانوں کی سے۔۔۔۔!"

۳۔ از شاہ عبدالقادر دہلویؒ : "اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو، اور اپنی بیٹیوں کو، اور مسلمانوں کی عورتوں کو۔۔۔۔!"

مندرجہ بالا تراجم مشہور علماء اہلسنت کے ہیں۔ اب مشہور علماء شیعہ کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ مقبول احمد شیعہ دہلویؒ : "اے نبی تم اپنی ازواج سے، اور اپنی بیٹیوں سے اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو۔۔۔!" (ترجمہ قرآن مجید صفحہ ۸۴۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ سید عماد علی شاہ تفسیر عمدۃ البیان (مطبوعہ لاہور ۱۲۹ھ) میں اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"اے پیغمبر بلند مرتبہ کہہ تو واسطے عورتوں اپنی کے، اور بیٹیوں اپنی کے، اور عورتوں مؤمنین کی کے ....!"

غور فرمائیں، شیعہ سنی تراجم میں" بَنَاتِكَ " کا ترجمہ بصیغہ جمع ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کی بیٹیاں ایک سے زائد تھیں۔

اب شیعہ مذہب کے حوالے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ شیعہ مذہب کی مشہور کتاب کافی .... (جس کے ص۱ پر لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی نے بعد از ملاحظہ مہر تصدیق ثبت کر کے فرمایا تھا کہ: ھٰذا کافٍ لِشِیْعَتِنَا " یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے" شاید اسی وجہ سے اس کا نام کافی رکھا گیا۔ نیز صاحب تفسیر صافی نے لکھا ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی اپنی اصول کافی میں وہ روایات نقل فرماتے ہیں جو ان کے نزدیک ثقہ و معتبر ہوں ص۱۴) .... میں لکھا ہے:

" تَزَوَّجَ خَدِیْجَةَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهٗ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهٖ الْقَاسِمُ وَ رُقَیَّةُ، وَزَیْنَبُ، وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ، وَوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ۔" (اصول کافی ص۲۷۸)

"تقریباً پچیس سال کی عمر میں نبی علیہ السلام نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض سے نکاح کیا۔ بعثت سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے بطن سے قاسم رض، رقیہ رض، زینب رض اور ام کلثوم رض پیدا ہوئے۔ اور بعثت کے بعد طیب طاہر رض، اور فاطمہ رض پیدا ہوئے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ بعد از بعثت صرف حضرت فاطمۃ الزہرا رض ہی پیدا ہوئیں۔ اور طیب طاہر رض بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ (اصول کافی ص۲۷۸)

۲۔ "حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ۔" (قرب الاسناد ص۶)

"امام جعفرؒ اپنے باپ امام محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؒ نے فرمایا: نبی علیہ السلام کی اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسمؓ، طاہرؓ، امّ کلثومؓ، رقیہؓ، فاطمہؓ، زینبؓ پیدا ہوئی۔"

۳۔ "رَوَى الصَّدُوْقُ فِي الْخِصَالِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ اَبِي بَصِيْرٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ۔"

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع ص۳۵۲)

مطلب وہی جو گزر چکا ہے۔

۴۔ قَالَ ابْنُ شَهْرِ آشُوْب فِي الْمَنَاقِبِ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهِيَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ۔"

(مراۃ العقول ص۳۵۲)

۵۔ فَقَالَ الْقُرْطَبِيُّ اجْتَمَعَ اَهْلُ النَّقْلِ عَلٰى اَنَّهَا وُلِدَتْ لَهٗ اَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ اَدْرَكْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ، زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةُ۔" (مراۃ العقول ص۳۵۲) مطلب وہی جو گزر چکا ہے۔

۶۔ "ابن بابویہ بسند معتبر از امام حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ از برائے حضرت رسولؐ متولد از خدیجہؓ۔ قاسمؓ، و طاہرؓ، و نام طاہر عبد اللہ بود، و امّ کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ و فاطمہؓ۔" (حیات القلوب ص۵۵۹ ج۲)

۷۔ "از حضرت جعفر صادقؒ روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خداؐ از خدیجہؓ متولد شدند، قاسمؓ۔ فاطمہؓ، امّ کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ۔" (منتہی الآمال شیخ عباس ص۶۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۸۔ "چہار دختر برائے حضرت رسولؐ آوردہ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ"
(حیات القلوب ص ۵۶۶/۲)

۹۔ "قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَنْ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ الْقَاسِمُ وَيُكَنّٰى بِهٖ ثُمَّ زَيْنَبُ، ثُمَّ رُقَيَّةُ، ثُمَّ فَاطِمَةُ، ثُمَّ اُمُّ كُلْثُوْمٍ، ثُمَّ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسُمِّيَ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرَ وَاُمُّهُمْ جَمِيْعًا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ!"

(مرأۃ العقول ص ۳۵۲/۱)

"حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: مکہ معظمہ میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہاں نبوت سے قبل حضرت قاسمؓ پیدا ہوئے، جن کی وجہ سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ پھر حضرت زینبؓ، پھر حضرت فاطمہؓ، پھر حضرت ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ اور نبوت کے بعد حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے جن کو طیب طاہر کہا گیا۔ اور ان سب کی والدہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد تھیں۔"

ایک سوال:

اب سوال یہ ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے واقعی چار تھیں تو واقعہ تطہیر اور واقعہ مباہلہ نصاریٰ نجران کے وقت ان کو شامل کیوں نہ کیا گیا۔ صرف حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہی کو کیوں شامل کیا گیا؟

جواباً عرض ہے: تفسیر حسینی پارہ ۲۲ آیت تطہیر کے تحت مرقوم ہے کہ یہ آیت ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اور منتہی الآمال میں قصہ مباہلہ نصاریٰ نجران کے متعلق مرقوم ہے کہ یہ واقعہ ۱۰ھ میں ہوا (ص ۶۹/۱) اب جبکہ آیت تطہیر ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اور مباہلہ نصاریٰ نجران ۱۰ھ میں وقوع پذیر ہوا، اس وقت حضرت فاطمہؓ کے سوا باقی تینوں صاحبزادیاں زندہ ہی کب تھیں کہ آیتِ تطہیر یا مباہلہ کے وقت ان کی شمولیت کا سوال پیدا ہوتا ہے چنانچہ ان تینوں صاحبزادیوں کا سن وفات بھی ہم کتب شیعہ ہی سے نقل کرتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ "ورقیہؓ درسال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگِ بدر بود وفات کرد"۔ (منتہی الآمال ص۸)

۲۔ "وزینبؓ درسال ہفتم ہجرت ودر روایتے درسال ہشتم ہجری برحمت ایزدی واصل شد" (حیات القلوب ص۵۶، ۲)

۳۔ "سوم ام کلثومؓ و اورا نیز عثمانؓ بعد از رقیہؓ تزویج نمود کہ درسالِ ہفتم ہجری برحمتِ ایزدی واصل شد"۔ (حیات القلوب ص۵۶، ۲)

یعنی حضرت رقیہؓ ۲ھ میں، حضرت زینبؓ ۷ھ یا ۸ھ میں اور حضرت ام کلثومؓ ۷ھ میں واصل بحق ہوئیں۔

مندرجہ بالا تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ فریقین کی کتبِ تواریخ معتبرہ[1] اور کتبِ صحاح اس بات پر متفق ہیں کہ تحت السماء و فوق الارض حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے زیادہ کوئی سعادتمند اور خوش نصیب آدمی نہیں جس کے حبالۂ عقد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ہوں

حضرت علیؓ کا فرمان:

بلکہ ایک موقعہ پر حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ:

"اَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ شِیْجَۃِ رَحِمٍ مِنْہُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا"۔ (نہج البلاغہ مصری ص۸۵ جلد دوم)

ترجمہ سید علی نقی کی فیض الاسلام سے ملاحظہ فرمائیں:

"دراں حالیکہ تو از جہت خویشی برسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از آنہا نزدیک تری چوں عثمانؓ پسر عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف مے باشد و عبد مناف جد سوم حضرت رسول محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ابن ہاشم ابن

[1] اہلسنت کی تاریخی کتب میں یہ تذکرہ تفصیلاً موجود ہے۔ نیز کتبِ حدیث میں بھی کافی ذخیرہ ہے۔ علاوہ ازیں مختصر سیرت الرسولؐ عربی کے ص۸ پر بھی اجمالاً تذکرہ ہے خصوصاً البدایہ والنہایہ لابن کثیر، الاستیعاب لابنِ عبد البر، اصابہ، تجرید اسماء صحابہؓ ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن کعب است۔ واما ابوبکر عبداللہ پسر ابوقحافہ
عثمان ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ ابن کعب مے باشد و مرہ جد ششم
پیغمبر اکرمؐ است، واما عمرؓ پسر خطاب ابن نفیل ابن عبدالعزیٰ ابن رباح ابن عبداللہ
ابن قرط ابن زراح ابن عدی بن کعب بود و کعب جد ہفتم رسولؐ خدا است،
پس خویشاوندی عثمانؓ از ابوبکرؓ و عمرؓ بہ پیغمبر اکرمؐ نزدیک تر است و دامادی
پیغمبرؐ مرتبہ اے یافتہ ای کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نیافتند، عثمانؓ رقیہؓ و ام کلثومؓ را کہ
بنا بر مشہور دختران پیغمبرؐ بودند بہمسریؐ خود درآورد۔ دراول رقیہؓ را و بعد از چندگاہ
کہ آں وفات نمود ام کلثومؓ را بجائے خواہر با و دادند" (فیض الاسلام ص ۵۱۹)

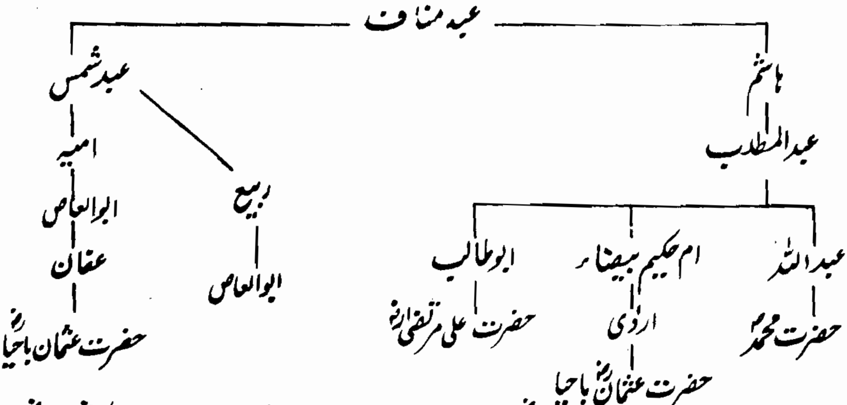

یعنی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا، آپ کو جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ سے
رشتہ میں زیادہ قرابت حاصل ہے۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ تیسرے دادے میں نبی علیہ السلام کے ساتھ نسب میں ملتے ہیں۔
اور حضرت ابوبکرؓ چھٹے میں اور حضرت عمرؓ ساتویں دادے میں نسب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں۔
تجھے پیغمبر خدا کی دامادی کا ایسا شرف حاصل ہے جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کو نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ سے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا۔ پھر حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد دوسری صاحبزادی
حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کا نکاح ہوا۔ حالانکہ جناب صدیقؓ و فاروقؓ کو نبی علیہ السلام کی دامادی
کا شرف حاصل نہیں۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استخلافِ عثمانؓ :

گزشتہ سطور میں قارئینِ کرام یہ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جس مملکتِ اسلامیہ کی بنیاد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں رکھی گئی تھی، اس کے استحکام میں سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ مال سے متعدد امور پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ چنانچہ جہاں آپؓ کی یہ مالی قربانیاں آج تک نقوشِ مقدسہ کی طرح زبانِ حال سے انفاق فی سبیل اللہ کا درس دے رہی ہیں اور تاقیامت یہ درس دیتی رہیں گی، وہاں آپؓ کی جانی قربانیاں بھی صفحۂ قرطاسِ عالم پر آج تک ثبت ہیں اور آئندہ بھی ثبت رہیں گی۔ ان شاء اللہ!

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالمِ فانی سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اول تسلیم کئے گئے۔ اور حضرت عثمانؓ، خلیفۂ اوّل کی مجلسِ شوریٰ کے ممبر قرار پائے۔ آپؓ خلیفۂ اول کے کاتب ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے معتمدِ خاص بھی تھے۔ اور حسبِ سابق اس اسلامی سلطنت کی مضبوطی و استحکام کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خزانوں کے در کھلے رہے ۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح حضرت عثمانؓ کو بھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں بھیجا بلکہ بطور مشیرانِ خاص اپنے پاس ہی رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد بالاتفاق حضرت عمر بن خطابؓ کو خلیفۃ الخلیفہ الرسولؐ تسلیم کیا گیا۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عثمانؓ مرکزی وزیر رہے اور خلیفہ ثانی کے اطاعت گزار، وفادار، خدمت اسلام میں پیش پیش رہے۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں ابولؤلؤ فیروز نامی مجوسی المذہب غلام کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو آپؓ سے کہا گیا: "اے امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔" آپؓ نے فرمایا: "کس کو اپنا جانشین مقرر کروں؟ اگر ابوعبیدہ بن الجراحؓ زندہ ہوتے تو ان کو جانشین مقرر کر جاتا اور اگر اس معاملہ میں رب کریم مجھ سے سوال کرتے تو کہہ دیتا" الٰہی میں نے تیرے نبیؐ کی زبان سے سنا تھا، آپؐ فرماتے تھے کہ ابوعبیدہ بن الجراحؓ اس اُمت کے امین ہیں: پھر اگر حضرت سالمؓ زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ نامزد کرتا۔ اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوتا تو میں کہہ سکتا کہ "اے خالق کائنات میں نے تیرے برگزیدہ اور آخری نبیؐ کی زبان سے سنا تھا، آپؐ فرماتے تھے کہ "سالمؓ، اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے۔" ایک صحابیؓ نے آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا نام پیش کیا تو آپؓ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ (طبری صـ۲۲۷ ج۵)

علامہ شبلی نعمانی "الفاروق" میں رقم طراز ہیں:

"اس وقت اسلام کے حق میں جو سب سے اہم کام تھا وہ ایک خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا۔ تمام صحابہؓ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بار بار درخواست کرتے تھے کہ اس مرحلے کو آپ طے کر جائیں۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے معاملہ میں مدتوں غور کیا تھا اور اکثر اس کو سوچا کرتے تھے۔ بارہا لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ سب سے الگ متفکر بیٹھے ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلافت کے باب میں غلطاں و پیچاں ہیں۔ مدت کے غور و فکر کے باوجود ان کے انتخاب کی نظر کسی پر نہ جمتی تھی۔ بار بار ان کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل جاتی کہ افسوس مجھے اس بارِ گراں کا کوئی اٹھانے والا نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہؓ میں اس وقت چھ آدمی تھے جن پر انتخاب کی نظر پڑ سکتی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ لیکن حضرت عمرؓ ان میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے۔ اور اس کا انہوں نے مختلف موقعوں پر اظہار بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ طبری وغیرہ میں ان کے ریمارک تفصیلاً موجود ہیں۔ مذکورہ بالا بزرگوں میں وہ حضرت علیؓ کو سب سے بہتر جانتے تھے، لیکن بعض اسباب کی وجہ سے ان کی نسبت بھی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔

الغرض جب وفات کے وقت لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا ان چھ شخصوں میں جس کی نسبت کثرتِ رائے ہو وہ خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔"

(الفاروق مطبوعہ رنگین پریس دہلی صـ۱۰۲ و صـ۱۰۳ جلد اوّل)

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف دعویٰ خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ باقی ارکان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجلس نے انتخاب کا کام حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے ذمہ ڈال دیا۔ حضرت ابنِ عوف نے مسلسل تین دن، تین رات ارکانِ مجلس سے خفیہ ملاقاتیں کیں اور ہر ایک کے متعلق پوری جانفشانی کے ساتھ عوام سے بھی مشورہ طلب کیا۔ بالآخر پورے غور و خوض کے بعد حضرت عثمانؓ کی طرف رجحان دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ سب اہلِ مجلس نے اسی وقت بیعت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولین بیعت کنندگان میں تھے۔ (تاریخِ اسلام نجیب آبادی، مختصر سیرت الرسول عربی م ۴۰۵ مطبوعہ لاہور)

شیعہ کتب میں بھی اس بیعت کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ شرح نہج البلاغہ حدیدی طبع بیروت ص ۹/۲ پر ہے کہ:

"ثُمَّ مَدَّ یَدَہٗ فَبَایَعَ۔" [۱]

نیز اسی کتاب کے ص ۲۱/۲ پر ہے کہ:

"فَمَشٰی اِلٰی عُثْمَانَ ثُمَّ بَایَعَہٗ۔" [۲]

نیز یہی الفاظ ناسخ التواریخ مصنف مرزا محمد تقی مطبوعہ ایران، تحت بحث بیعتِ عثمانؓ ص ۴۲۹/۲ پر موجود ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔

مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت عثمانؓ نے سابقہ کارگزاری پر نظر فرمائی تو معلوم ہوا کہ نئے مفتوحہ علاقوں کے لوگ بغاوت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ قیصرِ روم کی موت کے بعد اس کے لڑکے قسطنطین نے تختِ شاہی پر بیٹھ کر اسکندریہ پر سے مسلمانوں کی حکومت پامال کرنے کے لیے ایک زبردست فوج روانہ کی۔ یہ فوج جہازوں کے ذریعے قسطنطنیہ سے روانہ ہوئی اور اسکندریہ پر اتری۔ مسلمان اس نئے حملہ کی اطلاع پا کر قاہرہ سے نکلے، دونوں فوجوں میں زبردست مقابلہ ہوا۔ رومی فوج کو شکستِ فاش ہوئی

---

[۱] "اپنا ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی۔"

[۲] "حضرت عثمانؓ کی طرف چلے اور بیعت کی۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کا سپہ سالار مارا گیا اور مسلمانوں کا اسکندریہ پر دشمن کے قبضہ کا خطرہ دور ہوا۔

اسی طرح ایرانی علاقوں میں بھی آثارِ بغاوت نمودار ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے اطلاع پاتے ہی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت براء بن عازبؓ اور قرظہ بن کعبؓ کو بھاری فوجیں دے کر ان بغاوتوں کو فرو کرنے کے لیے روانہ کیا۔ انہوں نے چند دنوں میں اہلِ بغاوت کی سازشوں کو ناکام بنا دیا۔

اسی طرح افریقہ کو قبضہ میں لانے کے لیے حضرت عبداللہ بن سعدؓ مقرر ہوئے۔ انہوں نے دس ہزار کا لشکر لے کر چند ہی دنوں میں علاقہ بھر میں اپنا سکہ جما دیا۔ صرف طرابلس کی طرف سے کچھ دقت پیدا ہوئی مگر حضرت عثمانؓ نے موقع کی نزاکت دیکھ کر مدینہ منورہ سے ایک فوج ان کی مدد کے لیے روانہ کی۔ اس فوج میں حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عمرو بن عاص، اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ طرابلس کی فوجیں ان جانباز بہادروں کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ اس طرح طرابلس پر قبضہ ہوگیا ——— اس کے بعد مسلمانوں نے ریاست افریقہ کے صدر مقام کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ افریقہ ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکرِ جرار لے کر مسلمانوں کی فوج کے مقابلہ میں آیا، حضرت عثمان غنیؓ نے یہ سنتے ہی مزید فوج بھیج دی۔ خونریز جنگ ہوئی مگر فتح و شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ چند دن تک جب افریقہ سے حضرت عثمانؓ کو کوئی اطلاع نہ پہنچی تو آپؓ نے حضرت عبدالرحمن بن زبیرؓ کی قیادت میں ایک فوجی دستہ روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ اسلامی فوج سے ملا تو نعرۂ تکبیر کی صدا سے فضا گونج اٹھی۔ یہ سنتے ہی افریقہ کا بادشاہ جرجیر خود مقابلہ کے لیے میدان میں آیا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ کفار کا لشکر بھاگ گیا اور مسلمانوں کو بیشمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

بحری حملہ: بعد ازاں حضرت عثمانؓ کی اجازت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری حملہ کی تیاریاں کیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کی تحریک سے ایک گروہ قبرص پر حملہ آور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے لیے تیار ہوا۔ اس لشکر میں حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت شداد بن اوسؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ اور ان کی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان جیسے اکابر صحابہؓ بھی شامل تھے۔ اس لشکر کی قیادت حضرت عبداللہؓ بن قیس کو سونپی گئی اور مجاہدین کا لشکر کشتیوں پر سوار ہو کر قبرص روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر ساحل پر اترا تو جس گھوڑے پر ام حرامؓ تھیں، وہ بدکا اور حضرت ام حرامؓ گر کر وفات پا گئیں۔ نبی علیہ السلام کی ان کے متعلق یہی پیش گوئی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی (بخاری) یہاں کا لشکر بھی تابِ مقاومت نہ لا سکا۔ اور مسلمانوں کا قبرص پر قبضہ ہو گیا۔ ازاں بعد حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر نے روڈس کا رخ کیا، دشمن نے پہلے جم کر مقابلہ کیا بالآخر انہیں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی۔ اس جزیرے میں تانبے کا ایک بہت بڑا بت تھا جس کے پرزے خود امیر معاویہؓ نے اڑائے۔ اسکندریہ میں اس بت کے ٹکڑے ایک یہودی نے خرید کئے۔ یہ تمام واقعات ۲۸ھ تک کے ہیں۔

نئے انتظامات کے تحت ایران میں بھی کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ اہلِ ایران شاہِ یزدجرد کے اکسانے پر بار بار بغاوت پر آمادہ ہوتے مگر حضرت عثمان غنیؓ کی فوج ان بغاوتوں کو دبا دیتی۔ بعد ازاں طبرستان کو مفتوح بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک لشکر ترتیب دیا گیا جس میں حضرت حسنؓ بن علیؓ بطیبِ خاطر شامل ہوئے۔ اس بابرکت لشکر نے طبرستان کے تمام علاقے اور شہر فتح کر لیے۔ ۳۱ھ میں شاہ یزدجرد ایک پن چکی والے کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے قتل کے بعد حکومتِ کسریٰ کا خاتمہ ہوا اور کئی مرکزی شہر فتح ہوئے۔

المختصر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلحاظِ فاتح، شیخینؓ کی طرح کامیاب اور خوش نصیب تھے۔ آپؓ کی روانہ کردہ فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی۔ بغاوتوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ دور دراز تک اسلامی فتوحات کا سلسلہ قائم ہوا اور وہ علاقے مفتوح ہوئے جہاں لشکروں کا پہنچنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک فتنہ پرداز آدمی:

فتوحاتِ اسلامی کے عروج اور روز بروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ دیکھ کر ایک یہودی، جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا، آتشِ حسد میں جل گیا۔ یہ انتہائی درجہ کا شر پسند، مفتن، بدباطن اور سازشی ذہن کا مالک تھا۔ غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسلمانوں کو بزورِ شمشیر ختم کرنا محال ہے، جبکہ دوستی کے روپ میں اسلام کی شیرازہ بندی کو توڑنا بالکل آسان ہے۔ چنانچہ وہ منافقانہ چادر اوڑھ کر مدینہ منورہ میں آکر مسلمان ہوا اور مدینہ میں ہی سکونت اختیار کی۔ اس نے خود کو خیر خواہِ آلِ محمدؐ ظاہر کر کے مسلمانوں میں ان فتنہ انگیز خیالات کی تخم ریزی شروع کی کہ بعد وفات النبیؐ لوگوں نے حضرت علیؓ کے سوا دوسروں کو خلافت دے کر آلِ محمدؐ کی حق تلفی کی ہے۔ لہٰذا جملہ احباب کو چاہیئے کہ حضرت علیؓ کے ممد و معاون بن کر انہیں مسندِ خلافت پر بٹھائیں اور موجودہ خلیفہ کو معزول یا قتل کر دیں۔ لیکن مدینہ منورہ میں اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اس نے بصرہ کا رخ کیا۔ اور حکیم بن جبلہ و اعوانہ سے مراسم پیدا کئے۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ جیسے فہمیدہ گورنر کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے عبداللہ بن سبا کو بلا کر فرمایا کہ تم مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو منتشر کرنا چاہتے ہو۔ اور اتفاق و اتحاد کی بجائے ان میں منافرت اور انتشار کے خواہاں ہو۔ میں تمہیں دردناک سزا دوں گا۔ یہ تنبیہ سن کر وہ فرار ہو گیا، مگر ایک تنظیم قائم کر گیا۔

بصرہ سے روانہ ہو کر وہ کوفہ میں آیا۔ اور اپنے زہد و تقویٰ کا سکہ بٹھانے کے لیے لوگوں کی نظروں میں صوفی منش مسلمان بن گیا۔ یہاں بھی وہ حُبِ آلِ محمدؐ کی آڑ میں اسلام پر حملہ آور ہوا اور اصحابِ ثلاثہؓ کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ مصلحتاً مسلمان ہوتے تھے اور حضرات خلفاء ثلاثہؓ کے متعلق دل میں گہرا عناد و بغض پوشیدہ رکھتے تھے اس کے ہم نوا بن گئے۔ جب کوفہ کے حاکمِ اعلیٰ حضرت سعید بن عاصؓ کو اس کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے اسے سرزنش کی۔ اس پر عبداللہ بن سبا نے ملک شام کی راہ لی، لیکن یہاں بھی ایک خفیہ تنظیم قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب یہ دمشق پہنچا لیکن حضرت امیر معاویہؓ جیسے ہوشمند اور مستعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیاست دان کی موجودگی میں یہاں کامیاب نہ ہو سکا تو وہاں سے مصر گیا۔ اور سابقہ تجربہ کی بناء پر انتہائی محتاط اور رازدارانہ انداز سے کام شروع کر دیا۔ یہیں سے وہ باقاعدگی کے ساتھ بصرہ اور کوفہ کے احباب کو ضروری ہدایات بھی ترسیل کرتا رہا۔ چنانچہ کوفہ کے شرپسندوں نے حاکم کوفہ کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حاکم کوفہ نے تمام واقعات لکھ کر دربارِ خلافت میں روانہ کئے اور ساتھ ہی لکھا کہ ان شرپسندوں اور فتنہ پردازوں کو شام بھیجنے کا حکم دیا جائے، تاکہ امیر معاویہؓ جیسے مدبر سیاست دان ان کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ لیکن یہ لوگ شام پہنچ کر بھی اپنی غلط کاریوں سے باز نہ آئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی اجازت سے انہیں حمص بھیج دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خالدؓ حکمرانِ حمص نے ان پر بہت سختی کی حتیٰ کہ ان کا اپنی مجلسوں میں بیٹھنا ممنوع قرار دیا۔ اس سخت برتاؤ سے ان کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں اور انہوں نے اپنی سابقہ خطاؤں پر اظہارِ تاسف بھی کیا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے دربارِ خلافت میں عذرخواہی کی سفارش کی۔ اس طرح ان شرپسندوں کو دوبارہ کوفہ جانے کی اجازت مل گئی۔

مصر میں عبداللہ بن سبا نے اپنے حواریوں کا ایک منظم گروہ مرتب کیا جو شرپسندی میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا۔ اس نے محبتِ اہلبیت اور حمایتِ علیؓ کے اظہار کو کامیابی کا ذریعہ بنایا۔ اور خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ بصرہ اور کوفہ کے دوستوں کو بھی اپنی سرگرمیوں سے آگاہ کرتا رہا۔

عبداللہ بن سبا کو اس جگہ اپنے مقصد میں کامیابی ہوتی نظر آئی تو اس نے

۱؎ کوفہ فتنوں کی آماجگاہ ہے۔ جس کے متعلق نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہمیشہ اس جگہ سے فتنے ابھریں گے۔ چنانچہ کربلا کا افسوس ناک واقعہ کوفیوں کے ہاتھوں ہوا۔ حضرت علیؓ کی شہادت انہی لوگوں کی کارستانی ہے۔ خوارج کے تمام فتنے اسی سرزمین سے ظہور پذیر ہوئے۔ جنگِ جمل بھی یہیں کی پیداوار ہے۔

۲؎ اس تنظیم میں مالک بن اشتر نخعی، کمیل بن زیاد، علقمہ بن قیس، ثابت بن قیس، جندب بن زہیر عامری، جندب بن کعب ازدی، عروہ بن جعد، عمرو بن حمق خزاعی وغیرہ شامل تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، رجال کشی، البدایہ والنہایہ، تاریخ اسلام نجیب آبادی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مرکزی شہروں میں قائم شدہ جماعتوں کو بھی اس مصری جماعت سے منسلک کر دیا۔ اب ان تمام جماعتوں کا ایک مرکز، ایک مقصد، اور ایک ہی نصب العین تھا کہ موجودہ خلیفہ کو قتل کر کے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو پارہ پارہ کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ عبد اللہ بن سبا کو نہ تو حضرت علی مرتضیٰ رض سے کچھ محبت تھی اور نہ حضرت عثمان غنی رض ہی سے کوئی ذاتی عناد، بلکہ وہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے حق میں تھا۔ چنانچہ حضرت علی رض کے عہد میں فتح بصرہ، اور جنگ جمل کے بعد اس گروہ نے جب یہ دیکھا کہ اب حضرت علی رض کی مخالفت میں اسلام کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے تو وہ بلا تامل حضرت علی رض کی مخالفت پر بھی کمربستہ ہو گئے۔

بہر حال عبد اللہ بن سبا یہودی کی سازش کا جال تمام ممالکِ محروسہ میں بچھ گیا۔ خلیفہ راشد حضرت عثمان رض کے متعلق بد باطن لوگ باتیں بنانے لگے۔ تمام صوبوں کے گورنروں نے اس کو تاڑا۔ حتیٰ کہ بعض گورنروں نے خود مدینہ منورہ پہنچ کر خلیفہ راشد رض کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ حضرت عثمان رض نے تمام عمال اور شکایت کنندگان کو حج کے موقع پر بلایا۔ تمام عمال مکہ مکرمہ پہنچے مگر یہ بد باطن مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رض فراغتِ حج کے بعد خود مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اجتماع طلب کیا۔ لوگ جمع ہو گئے تو آپ رض نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اگر کسی کو کوئی شکایت ہو تو بیان کرے چنانچہ لوگ شکایات پیش کرنے لگے اور حضرت علی رض تمام شکوے شکایات رفع کرتے ہوئے ہر اعتراض کا تسلی بخش جواب دیتے رہے۔ تمام لوگ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے لیکن شر پسندوں کے دل میں انتقامی آگ پھر بھی سلگ رہی تھی۔ (البدایہ والنہایہ صہ ۱۷۱)۔

حضرت امیر معاویہ رض نے حضرت عثمان رض سے درخواست کی کہ حالات سازگار نہیں، لہٰذا آپ میرے پاس دمشق چلے آئیں وہاں مضبوط فوج بھی ہے اور حفاظتی انتظام بھی موجود، لیکن حضرت عثمان رض نے رسول اللہ ﷺ کی ہمسائیگی چھوڑ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رض نے پیش کش کی کہ بطورِ حفاظت آپ کے لیے شام سے ایک زبردست لشکر بھیج دوں؟ فرمایا "میں محمد ﷺ کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کرنا چاہتا۔" عرض کی "آپ رض ضرور دھوکہ کھائیں گے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن حضرت عثمانؓ "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" کہہ کر خاموش ہو گئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، اور حضرت زبیرؓ کو خلیفۂ وقت کی ہر ممکن امداد کے لیے کہا اور شام کو روانہ ہو گئے۔

ادھر عبداللہ بن سبا نے مصر میں بیٹھے بیٹھے تخریبی کارروائیوں کے تمام انتظامات مکمل کر لیے اور خلافتِ عثمانؓ کو درہم برہم کرنے کے لیے اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے لگا۔ اس کی تحریک کا راز سوائے چند اشخاص (مسلم نما یہودیوں) کے اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ اگرچہ اہلِ مصر حضرت علیؓ کو چاہتے تھے۔ اہلِ کوفہ حضرت زبیرؓ بن عوام کے خواہشمند تھے اور اہلِ بصرہ حضرت طلحہؓ کے خواہاں تھے۔ تاہم یہ تینوں فریق خلیفۂ وقت کے قتل پر بہرحال متفق تھے۔ درحقیقت یہ بھی اس مفتن کی سازش تھی کہ بعد میں بھی یہ سادہ لوح مسلمان "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" پر عمل پیرا نہ ہو سکیں اور ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں میں اختلاف کی ایسی آگ کو سلگایا جائے جس سے خلافت خود بخود معطل ہو جائے اور اسلامی فتوحات کا دروازہ مقفل ہو جائے۔

محاصرہ:

شوال ۳۵ھ میں ان فتنہ پرداز قافلوں کی روانگی کا آغاز ہُوا۔ بصرہ سے حرقوص بن زبیر کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ روانہ ہُوا۔ کوفہ سے مالک بن اشتر کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ نکلا۔ جبکہ غافقی بن حرب کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ مصر سے روانہ ہُوا۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر یہ تینوں قافلے اکٹھے ہو گئے۔ اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو کر حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے قاصد روانہ کئے۔ چنانچہ چند آدمی بصورتِ وفد حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور امہات المؤمنینؓ سے ملے اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ ان حضرات نے انہیں ملامت کر کے واپس جانے کو کہا۔ مگر شرپسندوں نے کہا کہ ہم آپ کے مرسلہ مکتوب کے تحت آپ کی بیعت کرنے آئے ہیں، ہم سے بیعت لیں۔ ان حضرات نے حلفاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکتوب وغیرہ روانہ کرنے سے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ تاہم طویل گفتگو کے بعد حاکمِ مصر کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی تقرری پر رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت علیؓ کے مشورہ سے حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی بکر کو ان کی مرضی کے مطابق عامل مقرر کر کے بلوائیوں کو واپس بھیج دیا۔ چند دن کے بعد تمام باغی گروہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے ہر چند سمجھایا[1] مگر بلوائی نہ مانے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت علیؓ بادلِ نخواستہ مدینۃ النبیؐ سے باہر چلے گئے، تاہم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مسلح ہو کر حضرت عثمانؓ کے دروازے پر موجود رہنے کی تاکید کی[2] اسی طرح حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو حفاظتِ عثمانؓ کے لیے بھیج دیا[3]

حضرت عثمانؓ کی تقریر:

جب بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کا پانی بھی بند کر دیا تو آپؓ ایک دن مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے:

"اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

---

[1] تمام بلوائی (مصری، بصری، کوفی) عبداللہ بن سبا کے ہمراہ ذی خشب کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس آ کر جب انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "مسلمانوں کو معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ذی مرۃ اور ذی خشب والے لعنتی ہیں۔ اس لیے واپس چلے جاؤ، خدا تمہیں ذلیل کرے!" —— (البدایہ ص۱۷۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَّالِيْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا"

(مشکوٰۃ باب مناقب عثمانؓ)

لہ "وَرَفَعَ عَنْهُ طَوِيْلًا بِيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ!" (شرح نہج البلاغہ ص ۳۵۴/۴) "حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے کافی حد تک مدافعت کی۔"

۲ہ "وَهُوَ الَّذِيْ اَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اَنْ يَّذُبَّا النَّاسَ عَنْهُ ـ ـ ـ ـ؟" (حاشیہ نہج البلاغہ ص ۴) "حضرت علیؓ نے حضرات حسنینؓ کو حکم دیا تھا کہ بلوائیوں کو حضرت عثمانؓ پر حملہ کرنے سے ہٹائیں۔"

۳ہ مختصر سیرت الرسول عربی صفحہ ۴۹۰ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں سوائے بئر رومہ کے پینے کے لیے میٹھا پانی نہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا "جو شخص بئر رومہ کو خرید کر وقف کر دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا سا ڈول سمجھے اس کا بدلہ جنت میں نیکی ہو۔" چنانچہ میں نے یہ کنواں اپنے مال[1] سے خریدا۔ لیکن آج تم لوگ اس کنویں کا پانی پینے سے مجھ کو روکتے ہو اور میں سمندر کا کھارا پانی پی رہا ہوں۔" انہوں نے کہا "بخدا یہی بات ہے!"

—— (پھر فرمایا) میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے جگہ تنگ تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "جو شخص فلاں کی زمین کو خرید کر مسجد کو بڑھا دے اس کو جنت میں چن کر بدلہ دیا جائے گا۔" تو میں نے اپنے مال سے اس زمین کو خرید کیا، آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔" انہوں نے کہا "بخدا درست ہے!" —— پھر فرمایا "میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تبوک کے لشکر کا سامان اپنے مال سے درست کیا؟" انہوں نے کہا "بخدا، درست ہے!" —— پھر فرمایا "میں تمہیں خدا اور اسلام کے حوالے سے پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام مکہ میں کوہ ثبیر پر تشریف فرما تھے، اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور میں بھی تھا۔ پہاڑ حرکت کرنے لگا اور پتھر نیچے گرنے لگے تو نبی علیہ السلام نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: "ثبیر ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبیؐ، ایک صدیقؓ اور دو شہیدؓ ہیں۔" انہوں نے کہا "بخدا، ٹھیک ہے!" اس پر حضرت عثمانؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم نے شہادت ادا کر دی، بخدا میں شہید ہوں۔" یہ جملہ تین بار فرمایا۔"

اس تقریر کا بلوائیوں پر ایسا اثر ہوا کہ اکثر خود بھی قتل خلیفہ سے رک گئے اور دوسروں کو

---

[1] حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کا نصف بارہ ہزار پھر باقی نصف اٹھارہ ہزار میں خرید کر وقف کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی رو کنے لگے۔ اتنے میں مالک بن اشتر کوفی آیا اور اس نے شر پسند، اور تخریب کار عناصر کو اس طرح ابھارا کہ وہ پھر قتلِ خلیفہ پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے مالک بن اشتر سے کہا "تم کیا چاہتے ہو"؟ اس نے جواب دیا "خلافت سے دست بردار ہو جاؤ"۔ آپؓ نے فرمایا" یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو قمیص[1] مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے وہ خود ہی اتار دوں اور اُمتِ محمدیہ کے لیے ظلم و ستم کے دروازے کھول دوں؟ (طبقات ابنِ سعد ص ۷۲/۳)

پھر فرمایا "خدا کی قسم اگر تم مجھے قتل کرو گے تو کبھی بھی آرام و سکون اور محبت و یگانگت کی زندگی بسر نہ کر سکو گے۔ نہ ہی ایک امام کی اقتداء میں رہ سکو گے اور نہ ہی اسلام کے دشمنوں سے لڑائی کر سکو گے، بلکہ تمہاری آپس میں ہی خانہ جنگی ہو گی۔"

(طبقات ابنِ سعد ص ۶۸/۳)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی تقریر:

حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے بھی محاصرین سے فرمایا: "لوگو تم عثمانؓ کو قتل نہ کرو تم میں سے جو شخص عثمانؓ کو قتل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ شمشیرِ خدا اب میان میں ہے، اگر تم نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو خدا کی قسم وہ تلوار کو میان سے کھینچے گا پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائے گی! لوگو، جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو ستر ہزار انسانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو پینتیس ہزار جانوں کو قتل کیا جاتا ہے، تب وہ قوم پھر

---

[1] حضرت عثمانؓ نے اس زمین کو پچیس ہزار میں خریدا۔

[2] یہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے، جو نبی علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ مخاطب ہو کر فرمایا تھا: "عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُكَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ۔

(الترمذی و ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عثمانؓ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمع ہوتی ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

اصل الفاظ یوں ہیں:

"لَا تَقْتُلُوْهُ فَوَاللهِ لَا يَقْتُلُهٗ رَجُلٌ مِّنْكُمْ اِلَّا لَقِيَ اللهَ اَجْذَمَ لَا يُدَّ لَهٗ وَ اِنَّ سَيْفَ اللهِ لَمْ يَزَلْ مَغْمُوْدًا وَ اِنَّكُمْ وَ اللهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَيَسُلَّنَّهُ اللهُ ثُمَّ لَا يَغْمِدُهٗ عَنْكُمْ اَبَدًا وَ مَا قُتِلَ نَبِيٌّ اِلَّا قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَ لَا خَلِيْفَةٌ اِلَّا قُتِلَ بِهٖ خَمْسَةٌ وَ ثَلٰثُوْنَ اَلْفًا قَبْلَ اَنْ يَجْتَمِعُوْا۔"

شہادت:

بلوائی متعدد بار حملہ آور ہوئے، مگر دروازہ پر سے پہرے دار انہیں بھگا دیتے تھے۔ حضرت مغیرہؓ بن اخنس اس منظر کو برداشت نہ کر سکے۔ چند آدمیوںؓ کی معیت میں مقابلہ پر اتر آئے۔ بالآخر اسی مقابلہ میں حضرت عثمانؓ سے پہلے شہید ہوئے۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی بلوائیوں پر ٹوٹ پڑے مگر حضرت عثمانؓ کے منع کرنے سے رک گئے۔ پہرے دار دروازہ پر متعین تھے۔ مگر بلوائی کسی ہمسایہ کے مکان سے حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھس آئے۔ سب سے پہلے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا "اے لمبی ڈاڑھی والے تجھے اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے؟" تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا: "اے محمد بن ابی بکر! اگر آج تمہارے باپ حضرت صدیق اکبرؓ زندہ ہوتے تو میری اس پیرانہ سالی کی قدر کرتے۔ انہوں نے زندگی بھر میری اس سفید ڈاڑھی کی قدر کی۔" یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرما گیا اور واپس چلا گیا۔ بعد ازاں بلوائیوں کا ایک گروہ اندر آیا اور حضرت عثمانؓ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ آپؓ کی بیوی حضرت نائلہؓ نے فوراً تلوار کے وار کو روکا،

لہ خلیفہ راشدؓ کی یہ پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب یہ لوگ باز نہ آئے تو انہیں بددعا دی:

"اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَ لَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ان کی چیخ نکل گئی۔ مگر یہ آواز محافظ صحابہ کرامؓ تک پہنچ نہ سکی۔ دوسرے وار سے خونِ عثمانؓ کے قطرے آیتِ قرآنی "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر گرے اور آپؓ روزہ کی حالت میں شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ صحابہ کرامؓ کو حضرت نائلہؓ کی آوازیں اس وقت سنائی دیں جب بلوائی اپنا کام کر چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ اس کوشش میں زخمی ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۸۸)

قاتل فرار ہوئے، بعض حضرت عثمانؓ کے غلاموں کے ہاتھوں مارے گئے اور دو غلاموں نے بھی اس کوشش میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اب پہرہ دینے اور حفاظتی دستہ متعین کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی تھی عمرو بن حمق نے حضرت عثمانؓ کے جسمِ اطہر پر نیزے کے نو زخم لگائے جبکہ ایک ظالم عمیر نے پاؤں سے ٹھوکریں ماریں جس سے آپؓ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ دامادِ رسولؐ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی نعش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ تیسرے دن حضرت جبیرؓ بن مطعم، حضرت حکیم بن حزامؓ، حضرت ابوجہمؓ بن حذیفہ اور حضرت خیار بن مکرمؓ اسلمی نے بعد نمازِ عشاء جنازہ اٹھایا۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جبکہ باقی تین ساتھی اور حضرت عثمانؓ کی دونوں بیویاں مقتدی تھے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ اور آپؓ کی دونوں بیویاں نگرانی کرتے رہے۔ باقی تین آدمیوں نے جنت البقیع کے جنوب مشرقی کونے میں آپؓ کو لحد میں اتارا اور قبر برابر کر دی تاکہ پہچان نہ ہو سکے۔ رضی اللہ عنہ!

شہادتِ عثمانؓ پر حضرت علیؓ کا بیان:

حضرت علیؓ کو جب شہادتِ عثمانؓ کی اطلاع لوگوں نے دی تو آپؓ نے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تَبًّا لَّكُمْ اٰخِرَ الدَّهْرِ" (الاستیعاب، رحمۃ للعالمین ص ۹۹ ج ۲) "اب تم پر ہمیشہ بربادی اور تباہی مسلط رہے گی!"

اور البدایہ میں ہے، ابوجعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ "جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ میں نے کہا کہ "بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے"! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "قیامت تک ان قاتلوں پر بربادی، ہلاکت، اور لعنت برستی رہے گی!" (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص ۱۹۳ ج ۷)

حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہیں کہ "میں نے جنگِ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: "الٰہی میں خونِ عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنی بریت کا اظہار کرتا ہوں، بلاشبہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے دن میرے ہوش اڑ گئے اور میں نے اسے بُرا جانا۔ لوگ بیعت کے لیے میرے پاس آئے تو میں نے کہا "خدا کی قسم مجھے شرم آتی ہے کہ میں ایسی قوم سے بیعت لوں جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بے گور و کفن ہوں"۔ اس کے بعد لوگ واپس چلے گئے۔ پھر دوبارہ لوٹ آئے اور بیعت کا سوال کیا میں نے کہا: "الٰہی ابھی اس کام پر جرأت کرنے سے ڈرتا ہوں"۔ پھر لوگ بضد ہو کر آئے تو میں نے بیعت لے لی۔ لوگوں نے امیرالمؤمنین کہہ کر میرے سینے کو چاک کر دیا۔ میں نے کہا "خدایا کچھ بھی ہو، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مجھ سے راضی کر دے"! (تاریخ الخلفاء للسیوطی رحمہ اللہ)

(بقیہ، حاشیہ صفحہ ۱۱۷)

سلہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن حاطب، حضرات حسنین بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ یہ تمام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بلوائیوں کو روکتے تھے۔ (سیرت الرسول عربی ص ۴۹۰)

سلہ جس کے باعث باغی مکان کے اندر آ گئے اور گھر بار لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی نوچ لیے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ۔!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصل الفاظ یوں ہیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، وَ لَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، وَاَنْكَرْتُ نَفْسِیْ جَآءُوْنِیْ لِلْبَیْعَةِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اُبَایِعَ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اُبَایِعَ وَعُثْمَانُ لَمْ یُدْفَنْ فَانْصَرَفُوْا فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ فَسَاَلُوْنِیَ الْبَیْعَةَ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِمَّا اُقْدِمُ عَلَیْهِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِیْمَةٌ فَبَایَعْتُ فَقَالُوْا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ كَاَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِیْ وَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ خُذْ مِنِّیْ لِعُثْمَانَ حَتّٰی تَرْضٰی؟"

حضرت حسنؓ کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے محاصرہ کے دن حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ حضرت علیؓ تیار ہوئے تو بلوائیوں نے روک لیا اور کہا "اے علیؓ، تم ان لشکروں کو نہیں جانتے، ہم تمہیں آگے نہیں جانے دیں گے" حضرت علیؓ نے اپنی سیاہ پگڑی اتار کر قاصدِ عثمانؓ کی طرف پھینک دی اور کہا کہ "امیر المومنینؓ کو سارا ماجرا کہہ دو، میں مجبور کر دیا گیا ہوں" پھر اسی حالت میں مدینہ چھوڑ کر احجار الزیت چلے گئے۔ جب آپؓ کو شہادتِ عثمانؓ کی خبر ملی تو آپؓ (حضرت علیؓ) نے فرمایا: "اے اللہ میں تیرے سامنے خونِ عثمانؓ سے اپنی بریت پیش کرتا ہوں میں نے قتل کیا ہو یا اشارہ بھی کیا ہو!" (طبقات ابنِ سعد ص ۶۸ ج ۳)

اصل الفاظ ملاحظہ ہوں :

"اَنَّ عُثْمَانَ بَعَثَ اِلٰی عَلِیٍّ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فِی الدَّارِ اَنِ ائْتِنِیْ فَقَامَ عَلِیٌّ لِیَاْتِیَهٗ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ عَلِیٍّ حَتّٰی حَبَسَهٗ وَقَالَ الَا تَرٰی مَا بَیْنَ یَدَیْكَ مِنَ الْكَتَائِبِ؟ لَا تَخْلُصُ اِلَیْهِ وَعَلٰی عَلِیٍّ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ فَنَقَضَهَا عَلٰی رَاْسِهٖ ثُمَّ رَمٰی بِهَا اِلٰی رَسُوْلِ عُثْمَانَ وَقَالَ اَخْبِرْهُ بِالَّذِیْ قَدْ رَاَیْتَ ثُمَّ خَرَجَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلِيٌّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى انْتَهٰى اِلَى الْحِجَازِ نَايِتٍ فِيْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ فَاَتَاهُ قَتَلَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِنْ دَمِهٖ اَنْ اَكُوْنَ اَوْ مَا لُمْتُ عَلٰى قَتْلِهٖ "

(طبقات ابن سعد ص۶۸ ج۳)

اور حضرت ابوالعالیہؒ کی روایت کے مطابق: "پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی لاش کے پاس آئے اور اس قدر روئے کہ ہمیں حضرت علیؓ کی موت کا خدشہ پیدا ہو گیا"۔ (البدایۃ النہایۃ ص۱۹۳ ج۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے فرمایا:

"اِنْ شَاءَ النَّاسُ حَلَفْتُ لَهُمْ عِنْدَ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلَا اَمَرْتُ بِقَتْلِهٖ وَلَقَدْ نَهَيْتُهُمْ فَعَصَوْنِيْ"

(ایضاً)

"اگر لوگ چاہیں تو میں مقام ابراہیمؑ کے پاس کھڑا ہو کر اللہ کی قسم کھانے کو تیار ہوں کہ نہ میں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔ بلکہ میں بلوائیوں کو روکتا رہا، مگر ان ظالموں نے میری ایک نہ مانی!" (البدایہ والنہایہ ص۱۹۳ ج۷)

آہ! مظلوم شہید، دامادِ رسولؐ، خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتہ اور ان کی بیوی نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دمشق کی جامع مسجد میں برسرِ عام پڑی رہیں، جن کو دیکھ دیکھ کر لوگ سال بھر روتے رہے اور اکثر لوگوں نے تو اپنی بیویوں کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ (البدایہ ص۲۲۷ ج۷)

حضرت قاسمؓ بن امیہ نے شہادتِ عثمانؓ کی خبر سن کر فرمایا:

لَعُمْرِيْ لَبِئْسَ الذِّبْحَ ضَحَّيْتُمْ بِهٖ
خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ اَضَاحِيَا

"لوگو، خدا کی قسم، تم نے نبی علیہ السلام کے بعد قربانی کے دن بہت بُری قربانی دی ہے!"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعب بن مالکؓ نے کہا: ؎

قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا كَانَ اَمْرُهُمْ
قَتْلَ الْاِمَامِ الزَّكِيِّ الطَّيِّبِ الرُّوْنِ
مَا قَتَلُوْهُ عَلٰى ذَنْبٍ اَلَمَّ بِهٖ
اِلَّا الَّذِىْ نَطَقُوْا زُوْرًا وَلَمْ يَكُنْ

(حاشیہ رحمۃ للعالمین صا۱۱ ج ۲ بحوالہ نہج البلاغہ مطبوعہ تبریز)

"خداوندِ قدوس اس قوم کو تباہ و برباد کرے، جس نے پاک طینت، برگزیدہ امام کو قتل کیا۔ وہ کسی گناہ کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، بلکہ لوگوں کی خود ساختہ اور بے اصل باتوں کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔"

حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا:

؎ مَنْ سَرَّهُ الْمَوْتُ صِرْفًا لَا مِزَاجَ لَهٗ
فَلْيَأْتِ مَأْسَدَةً فِىْ دَارِ عُثْمَانَا
ضَحَّوْا بِاَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُوْدِ بِهٖ
يُقَطِّعُ اللَّيْلَ تَسْبِيْحًا وَقُرْاٰنًا
صَبْرًا فِدًى لَكُمْ اُمِّىْ وَمَا وَلَدَتْ
قَدْ يَنْفَعُ الصَّبْرُ فِى الْمَكْرُوْهِ اَحْيَانًا
لَتَسْمَعُنَّ وَشِيْكًا فِىْ دِيَارِهِمْ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ يَا ثَارَاتِ عُثْمَانَا

(اسد الغابہ ذکر عثمانؓ۔ مختصر سیرت الرسول عربیؒ مطبوعہ سلفیہ لاہور ص۴۹۱)

"جو کسی آمیزش سے پاک موت دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ اسے چاہیئے کہ عثمانؓ کے گھر جائے۔

لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے، اور وہ تمام رات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی تلاوت اور نماز پڑھنے میں گزار دیتا تھا۔

مسلمانو! صبر کرو میری ماں اور بھائی قربان ہوں۔ بلاشبہ مصیبت کے وقت صبر ہی نفع بخشتا ہے۔

تم ضرور ان کے شہروں میں تاخت و تاراج کی خبر سنو گے اور اللہ اکبر کی آوازوں کے ساتھ انتقام کے نعرے سنو گے۔"

مزید فرمایا: ؎

فَکَفَّ یَدَیْہِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَہٗ
وَاَیْقَنَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٖ
وَقَالَ لِاَھْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْھُمْ
عَفَا اللّٰہُ عَنْ ذَنْبِ امْرِیٍٔ لَمْ یُقَاتِلٖ
فَکَیْفَ رَاَیْتَ اللّٰہَ اَلْقٰی عَلَیْھِمُ
الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ بَعْدَ التَّوَاصُلٖ
وَکَیْفَ رَاَیْتَ الْخَیْرَ اَدْبَرَ بَعْدَہٗ
عَنِ النَّاسِ اِدْبَارًا لسَّحَابِ الْحَوَافِلٖ (منتخب سیرت الرسول ص ۹۲ ج ۲)

"اس نے اپنا ہاتھ روک کر دروازہ بند کر دیا اور یقین کر لیا کہ خدا غافل نہیں ہے۔

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ دشمنوں کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا جو مسلمان کو قتل نہیں کرتا۔

پھر تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسی مصیبت نازل کی، یعنی باہمی الفت کے بعد باہمی بغض و عداوت میں مبتلا ہو گئے!

تو نے دیکھ لیا، عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی لوگوں سے کیونکر پیٹھ پھیر کر چل دی؟ گویا آندھی تھی۔ آئی اور نکل گئی!" ——— رضی اللہ عنہٗ!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتابیات (ماخذ کتاب)

اس کتاب کی تالیف وترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

کتب شیعہ۔

القرآن الکریم۔ترجمہ مقبول احمد شیعہ تفسیر منہج البیان طبری۔ تفسیر امام حسن عسکری
تفسیر منہج الصادقین فتح اللہ کاشانی تفسیر علی بن ابراہیم قمی تفسیر صافی للفیض کاشانی۔ تفسیر عمدۃ البیان تفسیر حسینی
احتجاج طبرسی مراۃ العقول مجلسی۔ حیات القلوب مجلسی روضہ کافی۔ احقاق الحق۔ جلاء العیون
صافی شرح اصول کافی، نہج البلاغہ، شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید
شرح نہج البلاغہ لابن میثم۔ شرح نہج البلاغہ سلطان محمود طیاسی
شرح نہج البلاغہ درنجفیہ۔ شرح نہج البلاغہ فیض السلام قرب الاسناد منتہی الامال۔ تہذیب الاحکام۔
بحار الانوار خلاصۃ المنہج کاشانی۔ ناسخ التواریخ رجال کشی کشف الغمہ مجالس المومنین شوستری
فروع کافی کتاب الروضۃ۔ کتاب حد تحقیق مطبوعہ لکھنو۔ کافی کلینی۔ حملہ حیدری۔ غزوات حیدری۔

کتب سنیہ۔

القرآن الکریم۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر کشف الرحمن
صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سنن ابو داؤد۔ جامع ترمذی۔
سنن ابن ماجہ حاکم۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ فتح الباری۔ نووی شرح مسلم
عون المعبود شرح ابو داؤد۔ مسند ابو یعلی۔
البدایہ والنھایہ ابن کثیر۔ تاریخ کبیر طبری۔ تاریخ صغیر امام بخاری
سیرت النبی سید سلیمان ندوی۔ الاصابہ لابن حجر عنوان النجابہ تاریخ الخلفاء سیوطی تاریخ دمشق لابن عساکر
تاریخ اسلام اکبر خان نجیب آبادی۔ الشھر المشاہیر المعارف لابن قتیبہ۔ کامل ابن اثیر۔
مختصر سیرت رسول عربی۔ سیرت ابن ہشام۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء شاہ ولی اللہ۔
اسد الغابہ۔ طبقات ابن سعد۔ رحمۃ اللعالمین۔ خلافۃ السیر فی احوال سید البشر آیات بنیات سید مہدی خان (محسن الملک) الاستیعاب لابن عبد البر 'فتوح البلدان بلاذری۔
انساب الاشراف بلاذری۔ کتاب الخراج لابی یوسف۔ تجرید اسماء صحابہؓ۔ براس۔ کتاب البیان والتبین لجاحظ۔ الفاروق علامہ شبلی نعمانی۔ فضائل صدیق لامام ابو طالب۔ محمد ابن العشاری ترجمہ مولانا عبد التواب ملتانی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ عبدالحفیظ ابن العزیز حافظ بک ڈپو
سیدنا ابوبکر صدیق مارکیٹ پنوکی 55300 PC

۲۔ محمد الیٰسین سلیم سلیم بک ڈپو
عقب دار الحدیث راجووال ضلع اوکاڑہ

۳۔ محمد شعیب خاں، نگران جامعہ علوم اسلامیہ رجسٹرڈ
چاندیہ کالونی زنگپور روڈ چوک سرحد شہید
تحصیل کوٹ ادو مظفر گڑھ

۴۔ الحاج محمد الیاس صاحب
شکیل ٹریڈرز کچھی گلی نمبر ا
کراچی نمبر ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

جامعہ اسلامیہ ڈھلیانہ ضلع اوکاڑہ

جامعہ ھٰذا۔ راوی کے پس ماندہ اور دُور افتادہ علاقہ میں واقع ہے جس کے گرد و نواح بدعات و رسومات کے مراکز، گور پرستوں اور وجودیوں کے اڈے، مزارات اور آستانوں کا گڑھ ہے۔

اس کا سنگِ بنیاد بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد الدین صاحب مرحوم نے مورخہ یکم رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۲ء رکھا اپنے دست مبارک سے رکھا جس کے مہتمم اول جناب الحاج قطب الدین مرحوم تھے۔ ان کی شب و روز مساعی سے جامعہ نے خاصی ترقی کی کہ اس کے فیضیافتہ علماء کرام اور حفاظ عظام ملک کے اطراف و اکناف میں سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں تعلیمی فرائض سرانجام دے رہے ہیں جبکہ اس کی فیضیافتہ طالبات اوکاڑہ ساہیوال، فیصل آباد اور رحیم یارخان وغیرہ اضلاع میں معلمات کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں ـــ اس وقت جامعہ میں طلباء کی تعداد دو صد سے متجاوز ہے جبکہ پچاس طلباء کے قیام و طعام، علاج، صابن، حجامت و دیگر اخراجات کا جامعہ ذمہ دار ہے۔ باورچی اور کلرک اس کے علاوہ ہیں۔

الحمد للہ۔ آپ کے بھرپور تعاون سے مسجد (۷۰×۴۰ بمعہ فرش چپس) اور طلباء کی رہائش کیلئے دس کمرے مکمل ہو چکے ہیں جبکہ اساتذہ کرام اور عملہ کی رہائش کیلئے ایک پلاٹ درکار ہے جس کیلئے آپکے تعاون کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جامعہ کے نام کوئی مستقل جائداد نہیں۔ صرف توکلاً علی اللہ جاری و ساری ہے۔ آپکے ہر ممکنہ تعاون سے مزید ترقی کے امکانات متوقع ہیں۔ آپ دامے درمے سخنے قدمے جامعہ سے تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

داخلہ یکم شوال سے شروع ہو کر آخر شوال رہتا ہے طلباء کا میٹرک پاس ہونا یا اس کے مساوی قابلیت کا حامل ہونا ضروری ہے نیز داخلہ کے وقت سرپرست یا والد کا ہمراہ آنا انتہائی ضروری ہے۔ فیس داخلہ کے علاوہ اور کوئی فیس نہیں ہے۔

الداعی الی الخیر: حافظ عبد الرزاق ناظم اعلیٰ

جامعہ اسلامیہ ڈھلیانہ یونٹ آفس چک ۴۰ جی ڈی براستہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی وعصری علوم کا حسن امتزاج جامعہ ضیاء الاسلام

- سن تاسیس: ۱۵ شوال ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۵ء
بدست : حافظ محمد یحییٰ صاحب عزیز میر محمدی

شعبہ جات

- شعبہ تحفیظ القرآن والناظرہ کا خاطر خواہ انتظام
- فاضل عربی: فاضل عربی کی مکمل کتب شامل نصاب اور وفاق کے ساتھ الحاق
- درس نظامی: درس نظامی کی تسلسل کیساتھ کلاس وار تعلیم اور ہر سال اختتام بخاری کی سعادت
- اسلامیہ ہائی سکول: چھٹی جماعت سے میٹرک تک تعلیم اور ہر سال طلباء کی سیکنڈری بورڈ کے تحت امتحان میں شمولیت
- ضیاء الاسلام پرائمری سکول: اس شعبہ میں حفظ القرآن کے ان پڑھ طلباء کیلئے پرائمری تک تعلیم کا حصول
- دعوت وتبلیغ: اس شعبہ میں دعوت کا کام نہایت شدومد سے جاری اور خصوصاً ہر سال ضیاء الاسلام کانفرنس کا انعقاد

www.KitaboSunnat.com

خصوصیات

- جامعہ سے فراغت کے بعد گورنمنٹ سکولوں میں عربی اور اوٹی تدریس کے بیشمار مواقع
- محنتی فاضل اور تجربہ کار اساتذہ کی ٹیم۔
- بیرونی طلباء کے لئے مطبخ کا باوقار انتظام۔
- تعلیم کے ساتھ ساتھ سلفی نہج پر طلباء کی تربیت۔
- طعام وقیام ـ صابن ـ حجامت اور کھیل کا عمدہ انتظام

منجانب

میاں عبداللہ طاہر نائب ناظم

جامعہ ضیاء الاسلام (رجسٹرڈ) گھمن ہٹاڑ ضلع قصور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز